سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۸

حقوق النّساء

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۸

حقوق النّساء

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : حقوق النساء

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۳ رجب المرجب ۱۴۱۰ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۹۰ء بروز منگل

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080موبائل:0316-7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

حرفِ آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جنوبی افریقہ کے بعض احباب خصوصی کی دعوت پر اس سال جنوری ۱۹۹۰؁ء میں مُرشدی حضرت اقدس مولانا محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا سفر جنوبی افریقہ کا ہوا۔ سفر کے آغاز میں پہلے عمرہ ادا فرمایا اور سعودی عرب میں پندرہ دن قیام رہا اور وہاں کے سفر کے داعی و منتظم مولانا حسین بھیات صاحب جنوبی افریقہ سے ہمراہی کے لیے تشریف لائے۔

چناں چہ ۲۷ جنوری ۱۹۹۰؁ء بروز ہفتہ حضرت والا مع راقم الحروف اور مولانا حسین بھیات کے جنوبی افریقہ پہنچے۔

اسی دن رات کو بعد نمازِ عشاء مولانا حسین بھیات صاحب کے مکان واقع لنیشیا (Lenasia) میں بہت سے اہل علم حضرات ملاقات کے لیے جمع ہوگئے اور حضرت اقدس دامت برکاتہم حسب عادت شریفہ ارشادات سے مستفید فرمانے لگے۔ دورانِ گفتگو بیویوں کے حقوق پر تقریباً ایک گھنٹہ بیان فرمایا۔ بعد میں حاضرین کرام نے فرمایا کہ ہم کو بہت نفع ہوا۔ مجلس برخاست ہونے کے بعد ایک عالم نے فرمایا کہ حضرت آپ نے یہاں کے لوگوں کی دُکھتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھا ہے جو اکثر اس مرض میں مبتلا ہیں اور بیویوں کے حقوق میں بہت کوتاہی کرتے ہیں اور خواہش ظاہر کی کہ یہ بیان دوبارہ کسی مجمع میں ہونا چاہیے تاکہ نفع عام ہو اور یہ باتیں سب کے کانوں میں پہنچ جائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت نفع کی توقع ہے۔

اگلے دن بھی بہت سے حضرات نے یہ فرمایش کی کہ یہ بیان کسی مسجد میں بڑے مجمع کے سامنے ہونا چاہیے اور بہت سے اہل علم حضرات نے جو رات کی مجلس میں حاضر تھے کہا کہ رات کے بیان سے ہماری آنکھیں کھل گئیں اور ہم نے اپنی بیویوں سے معافی مانگی ہے اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک شروع کردیا ہے۔

چناں چہ اعلان شدہ نظم کے مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۹۰؁ء بروز منگل بعد نمازِ عشاء مسجد آزادول میں بیان تجویز تھا۔ حضرت والا دامت برکاتہم نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مخلوقِ خدا پر رحم اور

www.khanqah.org

ان کو ایذا نہ پہنچانا اور بیویوں کے ساتھ حسن سلوک پر بیان فرمایا جو اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا کا مصداق اور ایسا پُر درد اور اثر آفرین تھا کہ خواص و عوام سب اشکبار تھے۔ عجیب منظر تھا کہ حضرت اقدس کی زبانِ عشق، درد میں ڈوبا ہوا کلام اور اشکبار آنکھیں لوگوں کو تڑپا رہی تھیں اور یوں معلوم ہو رہا تھا کہ دلوں کی زمین سخت پیاس میں آبِ ہدایت کو جذب کر رہی ہے۔

اُف کلیجے منہ کو آتے ہیں تری آواز سے
کس قیامت کی تڑپ اُف تیرے افسانے میں ہے

(جامع)

قالِ تو پیدا شود از حالِ تو
حالِ تو شاہد بود بر قالِ تو

(جامع)

اور محسوس ہو رہا تھا کہ عالم غیب سے مضامین وارد ہو رہے ہیں الفاظ و معانی کے سر بمہر جام و مینا کے ساتھ۔

جنت کی مے پیے ہوئے ساقی تھا مستِ جام
ساغر تھا دورِ مے تھا مقابل میں ہم بھی تھے

(جامع)

اور احقر جامع کو اس وقت حضرت والا کے یہ اشعار یاد آرہے تھے جو حضرت والا نے اہل دل، اہل عشق کے لیے فرمائے ہیں۔

درِ رازِ شریعت کھولتی ہے
زبانِ عشق جب کچھ بولتی ہے

خرد ہے محوِ حیرت اُس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے

جو لفظوں سے ہوئے ظاہر معانی
وہ پاسکتے نہیں دردِ نہانی

www.khanqah.org

لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی

کہاں پاؤ گے صدر ابازغہ میں
نہاں جو غم ہے دل کے حاشیہ میں

مگر دولت یہ ملتی ہے کہاں سے
بتاؤں مے ملے گی یہ جہاں سے

یہ ملتی ہے خدا کے عاشقوں سے
دُعاؤں سے اور ان کی صحبتوں سے

(اختؔر)

اگلے دن بہت سے حضرات نے بیان کیا کہ حضرت کے وعظ سے ہم پر منکشف ہوا کہ اپنی بیویوں کے معاملے میں ہم ظالم تھے۔ چناں چہ واپسی پر ہم نے رات ہی کو اپنی بیویوں سے معافی مانگی اور عہد کیا کہ آیندہ ان پر کبھی زیادتی نہ کریں گے۔ ایک دارالعلوم کے مہتمم صاحب نے فون پر حضرت والا کو بتایا کہ وعظ سُن کر جب میں گھر گیا تو اپنی اہلیہ سے کہا کہ آج تک آپ کے حقوق میں جو مجھ سے کوتاہیاں ہوئی ہوں ان کو اللہ کے لیے معاف کردو اور جیب میں جو کچھ پیسہ تھا ان کو دے دیا اور وعدہ کیا کہ آیندہ ہر ماہ کچھ رقم الگ سے جیب خرچ کے لیے دے دیا کروں گا، جس کا کوئی حساب نہ لوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ بیوی کا یہ حق جو حکیم الامت نے بیان فرمایا ہے کہ بیوی کو کچھ رقم ہر ماہ جیب خرچ دے دو، جس کا اس سے پھر کچھ حساب نہ لو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے بہت اہم چیز کی طرف توجہ دلائی۔ بیوی کے حقوق کے بارے میں ہم لوگوں کو عظیم تنبیہ ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ اسی طرح بہت سے اور علماء نے بھی اسی قسم کے تاثرات کا اظہار فرمایا۔

کچھ عرصہ بعد اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ بھی سننے میں آیا کہ ایک صاحب جو اپنی بیوی کو بہت ستایا کرتے تھے، اس بار جب دینی سفر پر جانے لگے تو اہلیہ سے کہا کہ میں نے آج تک جو تم پر ظلم کیے ہیں اس کی معافی چاہتا ہوں۔ میرا کہا سُنا معاف کردینا تو وہ بے چاری

گھبرا گئی اور مہتمم دارالعلوم آزادول مولانا عبد الحمید صاحب کی اہلیہ کو فون کیا کہ آج نہ معلوم کیا بات ہے کہ میرے شوہر مجھ سے معافی مانگ کر گئے ہیں جبکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔ مجھے خوف ہورہا ہے کہ شاید انہیں کشف ہوگیا کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے اور اب کبھی واپس نہیں آئیں گے اس لیے معاف کرا کے گئے ہیں۔ تو مہتمم صاحب کی اہلیہ نے اس کو تسلی دی کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمارے مُلک میں آج کل ایک مولانا صاحب آئے ہوئے ہیں جو بیویوں کے حقوق بیان کررہے ہیں، تمہارے شوہر نے بھی ان کا وعظ سُنا ہوگا۔ یہ اسی کا اثر ہے۔

چند ماہ قبل مولانا حنیف صاحب اور مولانا ہارون صاحب جنوبی افریقہ سے کراچی خانقاہ میں کچھ عرصہ کے لیے تشریف لائے اور ان حضرات نے بتایا کہ حضرت کے بیان سے جنوبی افریقہ کے اکثر احباب نے بیویوں کے حقوق میں بہت کریمانہ اور مشفقانہ برتاؤ شروع کردیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

وعظ کی نافعیت کے پیشِ نظر کیسٹ سے نقل کرکے ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے اور اس کے مسودہ کا ازابتدا تا انتہا حضرت والا نے خود بھی مطالعہ فرمالیا ہے اور اس کا نام ''حقوق النساء'' تجویز کیا گیا۔ حق تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرماویں اور اُمّتِ مُسلمہ کے لیے نافع فرماویں اور حضرت مؤلف دامت برکاتہم اور مرتب و معاونین کے لیے صدقۂ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بناویں۔

اٰمِيْنَ يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِيْمُ

جفائیں سہہ کر دُعائیں دینا یہی تھا مجبور دل کا شیوہ
زمانہ گزرا اسی طرح سے تمہارے در پر دلِ حزیں کا

نہیں خبر تھی مجھے یہ اختر کہ رنگ لائے گا خوں ہمارا
جو چُپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

مرتب:
یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

حقوق النساء

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَعَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ [۱]

وَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

اَلۡمَرۡأَۃُ کَالضِّلَعِ اِنۡ اَقَمۡتَھَا کَسَرۡتَھَا وَاِنِ اسۡتَمۡتَعۡتَ

بِھَا اسۡتَمۡتَعۡتَ بِھَا وَفِیۡھَا عِوَجٌ [۲]

معزز حاضرین اور علمائے کرام و طلبائے کرام اور محترم سامعین حضرات!

میں کوشش کروں گا کہ آسان اُردو میں آپ کے سامنے اپنی بات پیش کروں اور مجھے اُمید ہے کہ آپ حضرات اُردو سمجھ لیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس وقت ایک بہت اہم مضمون پیش کر رہا ہوں جس میں ہم لوگوں سے بہت سی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں چاہے وہ پیر ہو، عالم ہو، تاجر ہو، جاہل ہو یہ مضمون جو میں پیش کروں گا ہر طبقہ کے لیے نہایت ضروری مضمون ہے اور وہ مضمون کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا۔

---

۱ النسآء:۱۹

۲ صحیح البخاری:۲/۷۷۹، باب المداراۃ مع النساء، المکتبۃ القدیمیۃ

www.khanqah.org

حضرت علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے بخاری کی شرح عمدۃ القاری لکھی ہے، حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ابرار کی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں، یہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایسے تابعی ہیں جنہوں نے ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کی ہے۔ محدثین لکھتے ہیں:

اِنَّ الْحَسَنَ الْبَصْرِیَّ قَدْ رَاٰی مِائَۃً وَّ عِشْرِیْنَ صَحَابِیًّا

ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کرنے والے یہ تابعی خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب پیدا ہوئے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی سنتِ تحنیک ادا فرمائی تھی اور سنتِ تحنیک کیا ہے؟ جب بچہ پیدا ہو تو خاندان کا کوئی نیک آدمی شہد یا کھجور کھا کر اس کا تھوڑا سا لعاب بچے کے منہ میں ڈال دے۔ اس سنت کا نام سنتِ تحنیک ہے، یہ سنتِ تحنیک خلیفۃ المسلمین، امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے جس کو امیر المؤمنین کا لقب ملا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے اسلام لانے سے آسمانوں پر خوشیاں منائی گئیں اور یہ شرف ملا کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اِسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ[۳] آج عمر کے اسلام لانے سے آسمان پر فرشتے خوشیاں منا رہے ہیں۔ آپ سوچیے کہ کیا درجہ تھا ان حضرات کا کہ جن کے اسلام لانے سے، کلمہ پڑھنے سے آسمانوں پر فرشتوں نے خوشیاں منائیں، اور یہ خبر دینے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام اس وقت ایک آیت لے کر نازل ہوئے، وہ آیت کیا تھی؟

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۶۴﴾[۴]

اے نبی! آپ کے لیے اللہ کافی ہے اور آپ کے تابع دار اور غلام یہ مؤمنین بھی آپ کے لیے کافی ہیں۔ اس سے پہلے یہ آیت نازل نہیں ہوئی حالاں کہ چالیس آدمی ایمان لا چکے تھے۔ ان کے ایمان لانے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کا شانِ نزول حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں یعنی ان کا اسلام لانا اس آیت کے نزول کا سبب ہوا کہ اے نبی! اللہ آپ کے لیے کافی ہے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا بہادر اور طاقتور صحابی آپ کو دیا جا رہا ہے۔ ایسے تابع دار مؤمنین

۳؎ سنن ابن ماجۃ:۱۰۶، باب فضل عمر، المکتبۃ الرحمانیۃ

۴؎ الانفال:۶۴

بھی آپ کے لیے کافی ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ پر وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ کو کیوں عطف کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ کی کفایت کے باوجود ایمان والوں کی کفایت یعنی کافی ہونے کا تذکرہ کیوں کیا گیا؟ جس کے لیے اللہ کافی ہو جائے تو اللہ کے کافی ہوتے ہوئے پھر مؤمنین کی کفایت کی کیا ضرورت تھی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان دکھانی تھی کہ ان کے آتے ہی کعبہ میں اذان ہوئی اور جماعت سے نماز ادا کی گئی۔ ان کے ایمان لاتے ہی صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعرۂ تکبیر بلند کیا یہاں تک کہ کعبہ تک تکبیر کی آواز پہنچ گئی۔ اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو ہم خفیہ نماز کیوں ادا کریں لہٰذا دو صفیں بنائیں، ایک صف میں سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رکھا، ایک صف میں خود ہوئے اور بیچ میں شمع نبوت کو رکھا اور یہ دو صفوں کے ساتھ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر کعبۃ اللہ میں آئے اور نماز ادا کی اور اسلام کو سربلند کر دیا۔ كَانَ الْاِسْلَامُ قَبْلَ اِسْلَامِ عُمَرَ فِیْ غَایَةِ الْخَفَاءِ وَبَعْدَهٗ عَلٰی غَایَةِ الْجَلَاءِ اسلام پہلے جتنا پوشیدہ تھا ان کے ایمان لانے کے بعد اتنا ہی واضح ہو گیا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کفایت کے ساتھ مؤمنین کی کفایت کو اس لیے فرمایا کہ کفایت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حقیقی کفایت ہے کہ اصل میں تو اللہ ہی بندے کے لیے کافی ہے لیکن ایک کفایت ظاہری بھی ہوتی ہے، فوج و لشکر کی طاقت بھی ہوتی ہے تاکہ ظاہری طور پر بھی دُشمن پر رُعب جم جائے۔ یہ رَمل کیوں ہے کہ دوڑ کر چلو؟ کافروں پر رُعب جمانے کے لیے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اے نبی! اصل کافی تو آپ کے لیے اللہ ہی ہے لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا بہادر صحابی اور دُوسرے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کو دے رہا ہوں تاکہ ظاہری طور پر بھی دُشمنوں پر رعب جم جائے۔ معلوم ہوا کہ اسبابِ ظاہرہ بھی نعمت ہیں، اپنے دوستوں کی تعداد پر شکر ادا کیجیے۔ اگر آپ مہتمم ہیں، کسی ادارے کے مدیر ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کو دینی خدمت میں مدد کرنے والے دے دیں تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کیوں کہ یہ کفایتِ ظاہرہ میں سے ہیں، کفایتِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اللہ تعالیٰ ہی بندے کے لیے کافی ہیں، مگر ظاہری اسباب بھی

www.khanqah.org

نعمت ہیں۔ چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اسلام کو کس قدر ترقی ہوئی۔

تو حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تحنیک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی تھی۔ کیا خوش نصیب بچہ ہے یہ کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لعابِ دہن جس کے سینے میں اُتر گیا ہو اس کے علم و فضل کا کیا عالم ہوگا اور ان کی ماں اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں نوکری کرتی تھیں، جھاڑو لگاتی تھیں، سودا لاتی تھیں۔ سبحان اللہ! کیا مبارک بچہ ہے یہ کہ جس کی ماں کو نبوت کے خاندان میں، نبی کے گھرانہ میں نوکری مل جائے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب رونے لگتے تھے اور ان کی ماں وہاں موجود نہ ہوتی تھیں تو حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا دودھ پلا دیتی تھیں۔ محدثین نے لکھا ہے کہ یا تو ایسے ہی بہلانے کے لیے چھاتی منہ میں دے دیتی تھیں جس سے بچے بہل جاتے ہیں یا پھر کرامت کے طور پر دودھ نکل آتا تھا۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ابرار آگے آرہی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ[۵]

کامل اور پکا مسلمان، اللہ کا بہت پیارا مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ یہاں پر علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک علمی اشکال قائم کیا ہے کہ کیا پاؤں سے مارنے کی اجازت ہے کیوں کہ حدیث میں صرف یہ فرمایا گیا ہے کہ زبان سے تکلیف نہ دو اور ہاتھ سے تکلیف نہ دو۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جو اعضا تکلیف پہنچانے میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں وہ صرف دو ہیں زبان اور ہاتھ۔ لات کی نوبت تو بہت کم آتی ہے۔ تو جب کثیر الاستعمال (زیادہ استعمال ہونے) اعضا کو تکلیف پہنچانے سے حفاظت کی مشق ہو جائے گی تو پاؤں سے مارنے کی تو بہت کم نوبت آتی ہے، اس کا قابو میں کرنا تو بہت آسان ہو جائے گا۔

ایک ہندو نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب سے پوچھا تھا کہ مسلمان وہ ہے

۵ صحیح البخاری: ۶/۱، باب المسلم من سلم المسلمون... الخ، المکتبۃ القدیمیۃ

www.khanqah.org

کہ جس کی ایذا رسانی سے صرف مسلمان بچے رہیں تو اس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ غیر مسلموں یعنی ہندوؤں اور کافروں کو خوب ایذا پہنچائی جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں! چوں کہ مسلمان کا واسطہ کثرت سے مسلمانوں ہی سے پڑتا ہے تو جب اکثر آپس میں ساتھ رہنے والے اپنے رہن سہن میں ایک دوسرے کو اذیت سے بچالیں گے تو ہندوؤں سے ملاقات اور لین دین تو کبھی کبھی ہوتا ہے، ان کو بدرجۂ اولیٰ مسلمانوں سے سلامتی رہے گی جیسے دو برتن جو ساتھ رہتے ہیں جب ان میں کھٹ پٹ نہیں ہوتی تو جو برتن دور رہتے ہیں ان سے کیسے لڑائی ہوگی۔ البتہ حالتِ جہاد مستثنیٰ ہے لیکن عام حالات میں جب غیر مسلم صلح کرلیں یا مسلمانوں کو نہ ستائیں تو بدرجۂ اولیٰ مسلمانوں کے زبان و ہاتھ سے امن میں رہیں گے کیوں کہ ان سے زیادہ معاملہ نہیں پڑتا۔ یہ جواب شیخ نے دیا جو مجھ سے نقل فرمایا۔

ایک علمی اشکال علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اور فرمایا کہ یہ بتائیے کہ کیا زبان سے کوئی تکلیف دے سکتا ہے، زبان میں تو ہڈی بھی نہیں، گوشت کا ایک نرم سا ٹکڑا ہے، زبان سے اگر کوئی کسی کو مارے تو کیا چوٹ لگے گی یا زبان کے الفاظ سے تکلیف ہوتی ہے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں نہیں فرمایا اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ اَلْفَاظِ لِسَانِهٖ یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان کے الفاظ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس اشکال کا جواب دیتے ہیں کہ نہیں! بعض وقت بغیر الفاظ کے بھی زبان سے لوگ تکلیف دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علومِ نبوت کو کمالِ بلاغت دیا گیا تھا، اس لیے آپ نے مِنْ اَلْفَاظِ لِسَانِهٖ نہیں فرمایا تاکہ اس حدیث میں وہ لوگ بھی شامل ہوجائیں مَنْ اَخْرَجَ لِسَانَهٗ اِسْتِهْزَاءً جو کسی کا مذاق اُڑانے کے لیے زبان کو نکال کر ہلا دیتے ہیں۔ اس وقت وہ شخص زبان سے بالکل کوئی الفاظ نہیں نکالتا، صرف زبان کو نکالا اور چڑانے کے لیے ذرا سا ہلا کر بھاگ گیا۔ اکثر بچے ایسا کرتے رہتے ہیں، جب دیکھتے ہیں کہ پٹائی ہو رہی ہے اور بدلہ نہیں لے سکتے تو ایسا کرکے بھاگ جاتے ہیں، کبھی بعضے بڑے بھی کر جاتے ہیں کہ زبان کو باہر نکالا اور دائیں بائیں کو ہلا دیا اور اس طرح مذاق اُڑا دیتے ہیں اور کچھ نہیں بولتے۔

دیکھیے! کلامِ نبوت کی کیا بلاغت ہے:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ فرمایا کہ اس میں وہ لوگ بھی

www.khanqah.org

داخل ہوگئے جو صرف زبان سے تکلیف پہنچا دیتے ہیں۔ اگرچہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتے۔ اگر مِنْ اَلْفَاظِ لِسَانِہٖ ہوتا تو زبان سے تکلیف پہنچانے والے اس حدیث میں شامل نہ ہوتے۔ یہ کلامِ نبوت کی بلاغت کا اعجاز ہے۔

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ ابرار کون لوگ ہیں۔ دیکھیے! دو ہی قومیں ہیں ایک ابرار، دوسری فجار۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ[۶] نیک بندے جنت میں عیش کریں گے، وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ[۷] اور نافرمان لوگ جہنم میں جلیں گے۔ تو ہم کیسے ابرار بن جائیں، کیسے نیکوں کے رجسٹر میں ہمارا نام درج ہو جائے اور ابرار کے کیا معنیٰ ہیں؟ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ابرار کی تفسیر فرماتے ہیں کہ ابرار وہ لوگ ہیں اَلَّذِیْنَ لَایُؤْذُوْنَ الذَّرَّ جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں، وَلَایَرْضَوْنَ الشَّرَّ[۸] جو نافرمانی سے خوش نہ ہوں۔ نہ اپنے گناہ سے خوش ہوں نہ دوسرے کے گناہ سے خوش ہوں۔ اللہ کی نافرمانی دیکھ کر ان کا دل غمگین ہو جائے، چاہے اپنا گناہ ہو یا کسی دوسرے کو گناہ کرتے دیکھا تو دل کو صدمہ پہنچ جائے، یہ اللہ کے تعلق کی دلیل ہے۔ کسی کو اپنے باپ سے محبت ہو تو باپ کی نافرمانی کرنے والے بھائیوں کو دیکھ کر دل غمگین ہو جاتا ہے کہ تم کیسے ہمارے بھائی ہو کہ ابا کو تکلیف دیتے ہو۔ تو جو لوگ ربّا کو ناراض کر رہے ہیں ان کے گناہوں کو دیکھ کر مؤمن جس کے دل میں خدائے تعالیٰ کی محبت ہوتی ہے، کو صدمہ محسوس ہوتا ہے۔

میرے مرشدِ اوّل شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک اللہ والے جا رہے تھے، انہوں نے کسی کو گناہ کرتے دیکھ لیا، بس لوٹ آئے، اتنا صدمہ پہنچا کہ چلنے کی طاقت ختم ہوگئی، آکر چارپائی پر لیٹ گئے، چادر اوڑھ لی، رونا شروع کر دیا، غمگین ہوگئے کہ ہائے! میرے اللہ کی نافرمانی کی جا رہی ہے۔ دو گھنٹہ کے بعد جب پیشاب کرنے گئے تو پیشاب میں خون آگیا۔ اتنا صدمہ پہنچا۔ یہ ہیں اللہ والے لوگ۔ آج ہم گناہ کرتے ہیں اور

---

۶ الانفطار:۱۳

۷ الانفطار:۱۴

۸ عمدۃ القاری:۲۱۸/۱، باب المسلم من سلم المسلمون، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

ڈکار بھی نہیں لیتے، خانقاہوں کے ماحول میں، اللہ والوں کے ماحول میں۔ سوچو کہ قیامت کے دن جب پوچھا جائے گا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے دینی ماحول دیا تھا، نیک بندوں کے ماحول میں رہ کر تم ایسی بدمعاشیاں کرتے تھے۔ سوچئے اور اپنا حساب لیجیے۔ بس یہ اللہ تعالیٰ کا حلم و کرم ہے جو ہمیں عذاب میں نہیں پکڑتے۔ حلیم ہیں، وہ کریم ہیں، وہ بس موقع دے رہے ہیں کہ شاید اب توبہ کرلے، شاید اب توبہ کرلے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ کو اپنا شعر خود سنایا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج جو آپ سے خطاب کر رہا ہے بڑے بڑے بزرگوں کے ساتھ اس کو رہنے کی اللہ پاک نے اپنے کرم سے بدون استحقاق سعادت بخشی۔ مفتی صاحب نے اپنا یہ شعر سنایا ؎

ظالم ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

یعنی اگر انسان توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں گناہ گار کی توبہ، گریہ وزاری، آہ وزاری اور ندامت کے آنسوؤں کی کیا قیمت ہے؟ اس کو سن لیجیے۔ جب گناہ گار بندہ اپنے گناہوں کو یاد کرکے اللہ کے سامنے روتا ہے کہ اے خدا! مجھ سے غلطی ہوگئی، مجھے بخش دیجیے، مجھ کو معاف کردیجیے، مجھ کو ذلیل نہ کیجیے، مجھ کو سزا نہ دیجیے، میں کمزور ہوں، آپ کے دوزخ کے عذاب کی مجھ کو برداشت نہیں ہے تو اس وقت اس کے آنسو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کیے جاتے ہیں۔ دیکھیے! جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ساری دنیا کے علماء تسلیم کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں ؎

کہ برابر می کند شاہِ مجید
اشک را در وزن با خونِ شہید

اللہ تعالیٰ ندامت کے آنسوؤں کو، اللہ کے خوف سے نکلے ہوئے آنسوؤں کو شہید کے خون کے برابر وزن کرتا ہے۔

(احقر جامع عرض کرتا ہے کہ اسی مضمون پر صاحبِ وعظ حضرت مرشدی دامت برکاتہم کے دو اشعار نہایت درد انگیز ہیں اور پڑھنے والے کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ مولانا رومی ہی کا کلام ہے۔ وہ اشعار یہ ہیں ؎

قطرۂ اشکِ ندامت در سجود
ہمسری خونِ شہادت می نمود

ترجمہ: ندامت کے آنسوؤں کے وہ قطرے جو سجدہ میں گناہ گاروں کی آنکھوں سے گرتے ہیں اتنے قیمتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو شہیدوں کے خون کے برابر وزن کرتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے:

لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ وَاَثَرَیْنِ قَطْرَۃِ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَقَطْرَۃِ دَمٍ یُھْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ...الخ[۹]

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دو قطروں سے زیادہ محبوب نہیں: ایک آنسو کا وہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو اور دوسرا خون کا وہ قطرہ جو اللہ کے راستے میں گرا ہو۔ اور حضرت والا کا دوسرا شعر ہے ؎

ہر کجا گرید بہ سجدہ عاشقے
آں زمیں باشد حریم آں شہے

ترجمہ: جہاں اللہ کا کوئی عاشق سجدہ میں روتا ہے تو اُس وقت زمین کا وہ ٹکڑا اس عاشق کے لیے حریم بارگاہِ حق بن جاتا ہے۔ جامع)

اور گڑ گڑا کر معافی مانگنے والوں کے لیے علامہ آلوسی تفسیر رُوح المعانی سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنَا کی تفسیر میں ایک حدیثِ قدسی نقل کرتے ہیں۔ حدیثِ قدسی وہ حدیث ہے جو زبانِ نبوت سے نکلے، مگر نبی کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ گڑ گڑا کر معافی مانگتا ہے کہ اللہ مجھ سے بڑے گناہ ہوگئے، آپ مجھ کو معاف کر دیجیے، قبر میں کیا منہ لے کر جاؤں گا، قیامت کے دن آپ کو کیا منہ دکھاؤں گا تو اس کا یہ گڑ گڑانا اللہ کو اتنا پسند ہے کہ اُس کے گڑ گڑانے کی اس آواز کو اللہ تعالیٰ لوگوں کی سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ کی تسبیحات سے زیادہ پسند کرتے

---

۹ جامع الترمذی: ۲۹۶/۱، باب ما جاء ای الناس افضل، ایچ ایم سعید

ہیں۔ اب حدیثِ قدسی کے الفاظ بھی سن لیجیے۔ اہل علم حضرات تفسیر روح المعانی میں اس حدیث کو دیکھ لیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ [۱۰] گناہ گاروں کا رونا، آہ کرنا، گڑگڑانا مجھے تسبیح پڑھنے والوں کی سبحان اللہ سبحان اللہ کی آوازوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور بانی دیوبند مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو ایک عجیب بات فرمائی جس کو میں نے اپنے شیخ و مرشدِ اوّل شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری اعظمی رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا سنا جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے خلفاء میں سے تھے اور حضرت مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین میں سے تھے۔ یہ دونوں بزرگ یعنی میرے مرشد شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جون پور میں ساتھ پڑھاتے تھے۔ اسی لیے مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ حضرت آپ خالی میرے پیر بھائی نہیں ہیں، آپ کو میں اپنے استاد کے درجہ میں سمجھتا ہوں کیوں کہ آپ میرے استاد مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پڑھاتے تھے۔

مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس ملک میں بادشاہ کوئی چیز باہر سے منگاتا ہے، کسی دوسرے ملک سے درآمد یعنی امپورٹ کرتا ہے، اس کی زیادہ عزت و قدر کرتا ہے کیوں کہ بادشاہ کے ملک میں وہ چیز نہیں ہے۔ تو مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالتِ شان کی جو بارگاہ ہے وہاں آنسو نہیں ہیں، اس لیے وہ ہمارے آنسوؤں کی بہت قدر کرتے ہیں کیوں کہ آنسو تو گناہ گار بندوں کے نکلتے ہیں، فرشتے رونا نہیں جانتے کیوں کہ ان کے پاس ندامت تو ہے نہیں، ان کو قربِ عبادت حاصل ہے، قربِ ندامت حاصل نہیں، قربِ ندامت تو ہم گناہ گاروں کو حاصل ہے۔

اسی لیے مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں ؎

---

[۱۰] کشف الخفاء ومزیل الالباس: ۲۹۸، رقم (۸۰۵)، فی باب حرف الهمزة مع النون-
روح المعانی: ۳۰/۱۹٦، القدر (۴)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعترافِ قصور ہے
ہے مَلَکْ کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

اللہ والوں کو ندامت کا جو حضور ہے فرشتوں کو یہ نعمت حاصل نہیں کیوں کہ ان سے خطائیں نہیں ہوتیں، وہ بے چارے ندامت کیا جانیں، ہر وقت سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں وہ تو مقدس مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے ایک ایسی مخلوق پیدا کی کہ جس کی ندامت کو دیکھیں یعنی بعضے بندے باوجود عزم علی التقویٰ کے کبھی تقاضائے بشری سے مغلوب ہو کر خطا کر بیٹھیں گے تو اس غم سے کہ ہائے ہم نے اپنے اللہ کو ناراض کر دیا ان کا دل خون ہو جائے گا اور وہ ندامت سے آہ وزاری کر کے معافی مانگ کر ہم کو راضی کریں گے اور ہم اس ندامت کی راہ سے ان کو اپنا قرب عطا فرمائیں گے۔

علامہ آلوسی سیّد محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں سلطان ابراہیم ابنِ ادہم کا واقعہ لکھتے ہیں۔ دنیاوی بادشاہوں کا تذکرہ کہیں تفسیر میں آسکتا ہے؟ یہ وہ سلطان ہے کہ جس نے سلطنتِ بلخ اللہ کے نام پر لٹادی تو آج تفسیروں میں اس کا تذکرہ آرہا ہے۔ سلطنت دی، خدا پر فدا ہو گئے تو ؎

اب مرا نام بھی آئے گا ترے نام کے ساتھ

دیکھیے! اِنَّمَا اسۡتَزَلَّهُمُ الشَّيۡطٰنُ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا [۱۱] کی تفسیر کے ذیل میں علامہ آلوسی نے ان کا تذکرہ کیا ہے یعنی شیطان تم کو کب بہکاتا ہے، تمہارے اوپر کب قدرت پاتا ہے؟ جب تم کوئی گناہ کرتے ہو۔ بِبَعۡضِ مَا كَسَبُوۡا سے معلوم ہوا کہ ایک گناہ سے دوسرا گناہ پیدا ہوتا ہے جس طرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی جاتی ہے۔ جب بندہ گناہ کرتا ہے، بُرے اعمال کرتا ہے تو قلب میں ظلمت پیدا ہوتی ہے پھر شیطان اس اندھیرے میں قبضہ جمالیتا ہے ورنہ شیطان کی طاقت نہیں ہے کہ وہ مؤمن کے دل پر قبضہ کرلے:

لَامَجَالَ لَهٗ عَلَى ابۡنِ اٰدَمَ بِالتَّزۡيِيۡنِ وَالۡوَسۡوَسَةِ اِلَّا اِذَا وَجَدَ ظُلۡمَةً فِي الۡقَلۡبِ [۱۲]

---

۱۱ اٰل عمرٰن: ۱۵۵

۱۲ روح المعانی: ۱۰۴/۴، اٰل عمرٰن (۱۵۵)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

شیطان کی مجال نہیں ہے کہ وہ بنی آدم کے دل پر قبضہ کر لے لیکن جب دل میں اندھیرا پاتا ہے تو مثل چمگادڑ کے آجاتا ہے اور گناہوں پر اُکسانے لگتا ہے۔ لیکن جب بندہ ندامت کے ساتھ توبہ کرلے تو ندامت کے نور سے قلب پھر روشن ہو جائے گا اور پھر شیطان بھاگ جائے گا۔ جس کا دل چاہے شیطان کو جلد بھگانے کو وہ جلدی سے توبہ کرلے، دیر نہ کرے ورنہ وہ اس دل کو اپنا اڈّا اور مرکز بنالے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں سلطان ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ لکھا ہے کہ یہ طواف کررہے تھے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کررہے تھے کہ اے خدا! مجھ کو عصمت عطا کردے یعنی مجھ سے کبھی گناہ نہ ہو، معصوم ہو جاؤں۔ تو دل میں آواز آئی کہ اے ابراہیم ابنِ ادہم! كُلُّ عِبَادِهٖ يَسْـَٔلُوْنَهُ الْعِصْمَةَ سارے انسان گناہوں سے معصوم ہونے کی درخواست کررہے ہیں اگر وہ سب کو معصوم کردے عَلٰى مَنْ يَّتَفَضَّلُ وَعَلٰى مَنْ يَّتَكَرَّمُ[۱۳] تو پھر خدا کس پر کرم کرے گا اور کس پر مہربانی کرے گا؟ اگر سب مقدس فرشتے بن گئے تو اللہ کس کو معاف کرے گا؟ اس کی مغفرت کس پر ظاہر ہوگی؟

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد علامہ اسفرائنی کا قول مُلّا علی قاری نے مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ انہوں نے بھی تیس برس تک درخواست کی کہ یا اللہ! مجھ کو معصوم کردے، مجھ سے کبھی کوئی غلطی نہ ہو، کوئی خطا نہ ہو۔ تیس برس کے بعد دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ اتنے کریم ہیں لیکن میری تیس برس کی دُعا قبول نہیں کی۔ فوراً دل میں آواز آئی کہ اے اسفرائنی! تم معصوم بننا چاہتے ہو لیکن معصومیت کا مقصد کیا ہے؟ یہی کہ تم میرا محبوب بننا چاہتے ہو۔ جب یہی مقصد ہے تو میں نے محبوب بنانے کی دو کھڑکیاں کھولی ہوئی ہیں۔ تو معصومیت اور تقویٰ والی کھڑکی ہی سے کیوں چپکا ہوا ہے۔ کیا تو ہماری یہ آیت تلاوت نہیں کرتا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ[۱۴] اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو بھی محبوب بنالیتے ہیں۔

تو جب ہم نے ایک اور کھڑکی توبہ کی بھی کھول رکھی ہے تو اس کھڑکی سے کیوں نہیں آتا؟ اگر خطا ہو جاتی ہے تو توبہ کرکے مجھ کو راضی کرلے۔ جو صدقِ دل سے توبہ کرتا ہے

---

[۱۳] روح المعانی: ۴/۱۰۴، اٰل عمرٰن (۱۵۵)، دار احیاء التراث، بیروت

[۱۴] البقرۃ: ۲۲۲

اور پختہ عزم کرتا ہے کہ اے اللہ! میں آیندہ ہرگز گناہ نہ کروں گا، جان دے دوں گا مگر آپ کو ناراض نہ کروں گا لیکن باوجود پوری کوشش کے پھر اس کی توبہ ٹوٹ جاتی ہے، پھر یہ ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے، گڑگڑاتا ہے، عاجزی کرتا ہے اور آیندہ گناہ کا عزم نہیں رکھتا۔ حدیثِ پاک میں ہے کہ ایسا شخص گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔ چاہے دن میں ستر بار اس کی توبہ ٹوٹ جاتی ہو۔ لہٰذا تائبین کو مایوس نہ ہونا چاہیے۔ غالبؔ نے کہا تھا کہ ؎

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

الٰہ آباد کے وہ بزرگ جن کی خدمت میں مصنَّف عبدالرزاق پر عربی حاشیہ لکھنے والا مصنِّف مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی اور مولانا علی میاں ندوی جیسے علماء تشریف لے جاتے ہیں اور میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم بھی تشریف لے جاتے ہیں یعنی حضرت مولانا محمد احمد صاحب دامت برکاتہم۔ انہوں نے فرمایا کہ غالب نے اُمت کو مایوس کردیا، اس شعر کو پڑھ کر جتنے گناہ گار بندے ہیں، مارے شرم کے کعبہ جانا چھوڑ دیں گے کہ ہمارا منہ اس قابل کہاں کہ کعبہ جائیں، ہم تو گناہوں میں ملوث ہیں لہٰذا اس شعر کی اصلاح شرعاً واجب تھی اور فرمایا کہ میں نے اس کی اصلاح کردی ہے۔ سنو! آپ حضرات سے گزارش ہے کہ ایک اللہ والے کا کلام غور سے سنیے اور فیصلہ کیجیے کہ ایک دنیاوی شاعر اور ایک اللہ والے کے شعر میں کتنا زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ؎

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو خاک میں ملاؤں گا

ان کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

آپ بتائیے کہ مچھلی کو کانٹے کے ذریعے دس دفعہ پانی سے نکال لو اور ہر دفعہ پوچھو کہ کیا پانی میں جاتے ہوئے شرم آتی ہے؟ تُو دس دفعہ بے وقوفی کرچکی ہے، دس دفعہ پانی سے باہر آچکی ہے تو وہ کہے گی چاہے ہزار دفعہ بے وقوفی کرلوں مگر پانی میری زندگی کی بنیاد ہے۔

دوستو! اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گود مؤمن کی حیات ہے، ہم کب تک ان سے بھاگیں گے۔ چاہے ایک لاکھ گناہ شیطان کرادے لیکن ہم توبہ تِلّا مچا کر، گڑ گڑا کر، سجدہ میں رو رو کر ان کو منائیں گے، اسی لیے ہمارے خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو آدمی مایوس ہو جاتا ہے کہ میری توبہ بے کار گئی۔ ارے! بے کار نہیں گئی پھر توبہ کرلو، ان سے ٹوٹا ہوا رشتہ پھر جوڑ لو۔ فرماتے ہیں؎

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

کوشش تو کیجیے کہ نہ ٹوٹے، گناہ سے بچنے میں جان کی بازی لگا دیجیے لیکن مان لو پھر بھی بار بار توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی مایوس نہ ہوں، آپ بار بار توبہ کیجیے، توبہ کی قبولیت کے لیے اتنا کافی ہے کہ اس گناہ سے الگ ہو جائے، دل میں ندامت ہو اور پختہ عزم ہو کہ آیندہ ہرگز گناہ نہ کروں گا یعنی پھر گناہ کرنے کا دل میں ارادہ نہ ہو تو ایسی توبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔

لہٰذا ہرگز مایوس نہ ہوں، خطا ہو جائے، رونا و گڑگڑانا شروع کر دیجیے۔ اللہ کے علاوہ اور کون ہے جو معاف کرے گا، ان کے در کے علاوہ اور کون سا در ہے جہاں ہم جائیں لہٰذا عمر بھر کوشش میں لگا رہنا ہے، ان کو راضی کرنے کے لیے مر مر کے جینا ہے؎

تمام عمر تڑپنا ہے موجِ مضطر کو
کہ اس کا رقص پسند آگیا سمندر کو

بزرگوں سے مشورہ لیجیے، اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھیے، ایمان و یقین بنائیے، موت کا مراقبہ کیجیے، قیامت کا اور دوزخ کا مراقبہ کیجیے، گناہوں سے بچنے کی تدبیریں اللہ والوں سے پوچھیے،

www.khanqah.org

ان کے پاس رہیے اور گناہوں کے ماحول اور اسباب سے بہت دور رہیے ورنہ آدمی گناہوں کی طرف کھنچ جاتا ہے، جیسے کسی بلی کو دس حج کرادو لیکن اس کے بعد اسے ایک چوہا دکھادو تو اس بلی کی مونچھیں کھڑی ہو جاتی ہیں یعنی اس کی مونچھوں پر تاؤ آجاتا ہے، اس کے بعد پھر غر غر غر غر شروع کر دیتی ہے، اسی طرح نفس مثل بلی کے ہے، اگر گناہ سے بچنا ہے تو اسبابِ گناہ سے دُور رہیے ورنہ نفس بلی کی طرح گناہ کی طرف لپکنا شروع کر دے گا۔ جو شخص اپنے کو اسبابِ گناہ سے قریب کرتا ہے گویا اللہ کے غضب و لعنت میں گرفتار کرنے کو اپنے کو پیش کرتا ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے **تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا**[۱۵] یہ اللہ کی حدود ہیں، ان کے قریب بھی نہ رہنا۔

خیال کیجیے کہ کوئی شخص کم عمر خادمہ رکھ لے۔ آج کل یہاں (جنوبی افریقہ میں) جو غریب جھونپڑیوں میں رہتے ہیں، مسلمان تو ملتے نہیں نوکری کے لیے، یہی عیسائی لڑکیاں مل جاتی ہیں، پندرہ بیس سال کی لڑکی کو خادمہ رکھ لیا اور اس سے کپڑے دھلوا رہے ہیں، رات دن بار بار اس پر نظر پڑ رہی ہے، کہتے ہیں یہ تو کالی ہے، بدصورت ہے۔ کیسی بھی ہو، یاد رکھیے! اس کے اندر خطرہ ہے۔

خوب غور سے سن لیجیے کہ بلی کتنی ہی بڈھی ہو جائے، چلنے میں بھی کانپ رہی ہو لیکن چوہا دیکھ کر اس کا دماغ خراب ہو جائے گا۔ اسی لیے بزرگوں نے فرمایا ہے ؎

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امّارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

نفس فرشتہ بھی ہو جائے، خوب تہجد پڑھے لیکن آپ کبھی عورتوں کے اور لڑکوں کے قریب نہ جائیں، ان سے بچیے۔ اسی لیے میں کہتا ہوں کہ خرید و فروخت میں، گھر میں، بازاروں میں، دفتروں میں ان سے بچیے۔ خصوصاً جب عمرہ کرکے آیئے تو ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹسوں سے آپا آپا کہہ کر باتیں نہ کیجیے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپا کہنے سے ذرا کوک وغیرہ پلا دے گی، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ صبر کرلیں، جسم کو تکلیف دے دیں مگر اس سے کوئی گفتگو آنکھ

۱۵ البقرة: ۱۸۷

اُٹھا کر نہ کریں، نظر کی حفاظت کیجیے ورنہ عمرہ کا سارا نور نکل جائے گا۔

اگر حکومت کا اعلان ہو جائے کہ تین دن پانی نہیں آئے گا، اوپر سے آپ نے ٹنکی میں پانی بھرنا شروع کر دیا لیکن نیچے کی ٹونٹی کھلی چھوڑ دی، ساری رات آپ نے پانی بھرا لیکن صبح دیکھا تو سارا پانی چھت پر پڑا ہوا ہے اور ٹنکی میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی طرح ہم لوگ حج وعمرہ، ذکر و تلاوت خوب کرتے ہیں لیکن حواسِ خمسہ کی جو پانچ ٹونٹیاں ہمارے اندر ہیں ان کو کھلا چھوڑ دیتے ہیں۔ کان کی ٹونٹی سے گانا سن لیا، غیبت سن لی، آنکھ کی ٹونٹی سے نامحرم عورتوں کو دیکھ لیا، زبان کی ٹونٹی سے غیبت کرلی، جھوٹ بول دیا۔ اس طرح عبادات کا سارا نور ان ٹونٹیوں سے نکل جاتا ہے۔ اسی لیے ہمیں اللہ کے نام کی حلاوت نہیں ملتی، ہمارا نور تام نہیں ہوتا۔ رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا سے اتمام نور کی نعمت کا پتا چلتا ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جو لوگ گناہ نہیں چھوڑتے ان کے ذکر اللہ اور تہجد اور جملہ عبادات کی مثال ایسی ہے جیسے رات کو ایک گھر میں چور گھسا، مال دار آدمی کو محسوس ہو گیا کہ میرے گھر میں چور آگیا ہے۔ پہلے زمانے میں پتھر رگڑ کر روشنی کرتے تھے، اس پتھر کا نام چقماق ہے۔ تو اس نے پتھر رگڑا کہ روشنی ہو جائے تاکہ میں چور کو پہچان لوں لیکن چور بھی بڑا ہوشیار تھا، وہ جتنا مال گٹھری میں سمیٹ رہا تھا تو پتھر کو بھی دیکھ رہا تھا کہ جیسے رگڑے اس پر انگلی رکھ دے، جہاں روشنی ہوئی اس نے انگلی رکھ دی اور چنگاری کو بجھا دیا اور اندھیرے میں اطمینان سے چوری کر رہا ہے۔ بالآخر سب سامان اُٹھا کر لے گیا۔ اسی طرح شیطان ہماری نیکیوں کے نور پر انگلی رکھتا رہتا ہے یعنی گناہ کرا کے ہماری طاعات کا سارا مال لے جاتا ہے۔

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جتنا کھیتی کرنا، گندم بونا اور غلّہ جمع کرنا ضروری ہے اتنا ہی چوہوں سے ہوشیار رہنا بھی ضروری ہے ورنہ سارا غلّہ اُٹھا لے جائیں گے۔ اسی لیے ہمارے اکابر قرآن و حدیث کی روشنی میں تقویٰ کا اہتمام سکھاتے ہیں۔ عبادت چاہے تھوڑی ہو لیکن اگر متقی ہے تو ولی اللہ ہو جائے گا۔ نفل چاہے زیادہ نہ پڑھے، رات بھر تہجد نہیں پڑھتا، عشاء کی فرض نماز پڑھ کر سو جاتا ہے اور صبح جماعت سے فجر کی نماز پڑھ لیتا ہے، کچھ تلاوت کرلیتا ہے، کچھ تھوڑا سا ذکر کرلیتا ہے لیکن ایک گناہ نہیں کرتا، گناہوں سے بچتا ہے، ہر وقت نفس کی نگرانی رکھتا ہے، یہ شخص اللہ کا ولی ہے، اور ایک شخص رات بھر تہجد پڑھتا ہے لیکن صبح جب

دکان پر گیا تو خریدنے والی جو ٹیڈی آئی اس نے اس ٹیڈی کی اسٹیڈی شروع کردی یعنی بد نظری کرنے لگا اور اس کو کبھی آپا بنارہا ہے، کبھی خالہ بنارہا ہے، مزے لے لے کر باتیں کررہا ہے، یہ شخص ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔ گناہوں سے نیکیوں کا سارا نور ختم ہوجاتا ہے۔ اس لیے دوستو! تقویٰ کا اہتمام بہت ضروری ہے۔

ہاں تو میں عرض کررہا تھا کہ ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا ولی وہ ہے کہ جو مخلوق کو نہ ستائے، مخلوق کے ساتھ مخلص رہے یہاں تک کہ کافر کے ساتھ بھی مخلص رہے یعنی اللہ کے حکم کا پابند رہے، کسی کافر عورت کے ساتھ بھی زنا جائز نہیں ہے۔ بعض لوگوں کو شیطان بہکاتا ہے کہ یہ تو کافر ہے، مالِ غنیمت ہے، لوٹ لو۔ وہ جہاد پر قیاس کرتے ہیں کہ جیسے جہاد میں کافر عورتیں قید کرلی جاتی تھیں اور مسلمانوں کو مالِ غنیمت کے طور پر ملتی تھیں، اب وہ قانون ختم ہوگیا، بین الاقوامی معاہدہ سے لونڈی اور غلام بنانا اب ختم ہوگیا۔ خلاصہ یہ کہ کسی کافر عورت کے ساتھ بھی بد نظری جائز نہیں، کسی کافر لڑکے کے ساتھ بھی بد نظری جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق مسلمان کے ذمہ ہیں۔ جب صحابہ ملک شام فتح کرنے جارہے تھے تو عیسائیوں نے ان کے راستے میں خوبصورت لڑکیاں کھڑی کردی تھیں کہ یہ مسلمان جب ان خوبصورت لڑکیوں کو دیکھیں گے تو ان کا ایمان کمزور ہوجائے گا اور اللہ کی مدد ہٹ جائے گی لیکن فوج کے کمانڈر انچیف نے یہ آیت تلاوت کردی:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ [۱۶]

اے نبی! ایمان والوں سے فرمادیجیے کہ وہ اپنی نظریں نیچی کرلیں۔

صحابہ نے اپنی نظریں نیچی کرلیں اور گزرگئے۔ کسی ایک نے بھی کسی عیسائی لڑکی کا حسن نہیں دیکھا۔ ان لڑکیوں نے جاکر اپنے والدین سے کہا کہ آپ لوگوں نے جس مقصد کے لیے ہمیں بھیجا تھا آپ سب اس میں ناکام ہوگئے۔ ارے! وہ لوگ تو فرشتے ہیں فرشتے۔ انہوں نے تو ہماری طرف نگاہ اُٹھاکر بھی نہیں دیکھا۔

تو دوستو! پوری مخلوق کے ساتھ مخلص رہیے، جتنی مخلوق ہے سب کو دعا میں شامل

---

[۱۶] النور:۳۰

کیجیے۔ کیسے؟ اے اللہ! کافروں کو ایمان عطا کر دے جیسے کوئی نالائق بیٹے کے لیے باپ سے کہے کہ آپ اس پر رحم کر دیجیے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے کہیے کہ ساری دنیا کے کافروں کو ایمان عطا کر دے اور ایمان والوں کے لیے دُعا کیجیے کہ اے اللہ! ایمان والوں کو تقویٰ دے دیجیے یعنی اپنا ولی خاص بنالیجیے، اہلِ مصیبت کو اہلِ عافیت بنادیجیے، جو مریض ہیں ان کو صحت دے دیجیے، یہاں تک کہ چیونٹیوں کے لیے بھی دعا مانگیے کہ اے اللہ! بلوں میں جو چیونٹیاں ہیں ان پر بھی رحمت نازل فرمادے۔ مچھلیوں کے لیے بھی دعا کرلیجیے کہ اے اللہ! دریاؤں میں، سمندروں میں جو مچھلیاں ہیں ان پر بھی رحم فرمادیجیے۔ اللہ والوں کا تو یہ کام تھا کہ ساری مخلوق کی خیر خواہی اور اکرام کرتے تھے۔ دیکھیے! اگر آپ کی کسی سے دوستی ہے تو آپ اس کی بلی کا بھی اکرام کرتے ہیں، اس کے کتے کا بھی اکرام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کا جو ہمدرد ہو جائے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا پیارا بنالیتے ہیں۔ کسی عورت پر بدنگاہی مت کیجیے، کسی کافر کو بھی بُری نظر سے مت دیکھیے، ساری مخلوق کے ساتھ مخلص رہیے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ[ک]

ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے لٰہذا اللہ کے نزدیک سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے۔ ایک دن حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت حکیم الامت کے بہت خاص خلیفہ تھے بتایا کہ ایک دفعہ پیرانی صاحبہ نے حضرت حکیم الامت سے فرمایا کہ میں کل ایک رشتہ داری میں جارہی ہوں، آپ میری مرغیوں کو آٹھ بجے کھول دیجیے اور تھوڑا سا دانہ دے دیجیے اور پانی پلادیجیے۔ اب حکیم الامت ڈیڑھ ہزار کتابوں کے مصنف وہ کیا جانیں مرغیوں کو کھولنا، دانہ پانی دینا۔ حضرت بھول گئے، خانقاہ میں آگئے، اندازاً ساٹھ خطوط روزانہ آتے تھے، ان میں بڑے بڑے علماء کے خطوط ہوتے تھے۔ اب جواب لکھنا چاہتے ہیں تو کوئی جواب نہیں آتا، تفسیر بیان القرآن لکھنا چاہتے ہیں تو کوئی مضمون نہیں آتا، قلم رُک گیا، دل میں اندھیرا آرہا ہے، پھر اللہ

ک مشکوٰۃ المصابیح: ۴۲۵، باب الشفقۃ والرحمۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

www.khanqah.org

سے روئے کہ اے اللہ! اشرف علی سے کیا غلطی ہوگئی؟ آپ مجھے اس پر تنبیہ فرمادیں تاکہ میں اس سے توبہ کرلوں۔ دل میں آواز آئی کہ اے اشرف علی! حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ سے تعلق قوی ہوجاتا ہے تو دل میں آوازیں آنے لگتی ہیں کہ یہ کرلو، یہ نہ کرو

تم سا کوئی ہمدم کوئی دَمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

تو حضرت کو آواز آئی کہ تم نے میری ایک مخلوق کو بند کر رکھا ہے، مرغیاں گھبرا رہی ہیں، آٹھ کے بجائے نو بج چکے ہیں، ایک گھنٹہ سے وہ بے چین ہیں، میری ایک مخلوق تمہاری وجہ سے تکلیف میں ہے، پھر تم کو علوم کیسے دیے جائیں؟ ایسی حالت میں تم سے سرکاری کام کیسے لیا جائے گا؟ جاؤ! جلدی سے مرغیوں کو کھولو، حضرت دوڑے، خانقاہ سے جاکر مرغیوں کو کھولا اور جلدی سے دانہ دیا اور پانی پلایا اور جب لوٹ کر آئے تو سارے علوم پھر جاری ہوگئے۔

دوستو! مرغیوں کو تکلیف پہنچ جانے کا یہ واقعہ سن رہے ہیں لیکن آج ہم نے بیویوں کو ستا ستا کر ان کے ناک میں دم کر رکھا ہے تو بتائیے کس قدر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی و غضب ہم لوگ مول لے رہے ہیں۔ مجھے تو آج یہی مضمون بیان کرنا تھا لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ مضامین بیان ہوگئے۔

اب اصل مضمون شروع کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں سفارش نازل فرمائی ہے۔ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ [۱۸]

اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔

کیوں صاحب اگر ملک کا وزیر اعظم آپ کو خط لکھ دے کہ اپنی بیوی کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنا کیوں کہ تمہاری بیوی میری بیٹی کے ساتھ پڑھی ہوئی ہے۔ تو بتائیے! آپ اس کو ستا سکتے ہیں؟ ارے بھائی! اگر ایک شیر آپ کے ساتھ چلے اور کہہ دے کہ آج کسی ٹیڈی کو مت دیکھنا ورنہ سمجھ لو کہ اگر میں صرف ''ہوں'' سے آواز لگادوں تو تمہارا قبض ٹوٹ جائے گا

---

۱۸ النسآء:۱۹

تو آپ کیا کریں گے؟ آپ دونوں ہاتھوں کو آنکھوں پر رکھ لیں گے اور کہیں گے کہ شیر صاحب! دیکھو بدگمانی نہ کرنا، میں کسی کو دیکھ نہیں رہا ہوں۔ آہ! ایک مخلوق سے ہم اتنا ڈرتے ہیں۔ حیدرآباد سندھ (پاکستان) میں ہم شیر دیکھنے گئے، مجھے شیر دیکھنے کا شوق ہے، خصوصاً وہ شیر جس کے داڑھی بھی ہوتی ہے اور پٹّے بھی ہوتے ہیں، بالکل شیخ کی شکل میں ہوتا ہے، اس کا نام شیر ببر ہے۔ خدا کی شان کہ اس دن ملازم پنجرے کا دروازہ بند کرنا بھول گیا، مائیک سے اعلان ہوا کہ جتنے آدمی چڑیا گھر میں ہیں سب بھاگ جائیں، اس وقت شیر آزاد ہے، کسی پر بھی حملہ کرسکتا ہے۔ آپ سمجھیے کہ جو بڈھے لاٹھی ٹیک ٹیک کر بڑی مشکل سے چل رہے تھے وہ ایسا بھاگے ہیں کہ ہرن بھی شرما جائے۔ جان ایسی پیاری چیز ہے۔ پھر تھوڑی دیر میں اعلان ہوا کہ شیر پنجرے میں چلا گیا ہے۔ پنجرے میں گوشت ڈالا گیا تھا جس سے شیر اندر چلا گیا اور دروازہ باہر سے بند کردیا گیا ہے۔ دیکھیے! شیر سے ہم لوگ اتنا ڈر جاتے ہیں لیکن جو شیر کا پیدا کرنے والا ہے اس سے کتنا ڈرنا چاہیے۔ شیر جب دھاڑتا ہے تو زمین ہل جاتی ہے۔ اللہ کی ڈانٹ میں کیا آواز ہوگی! قیامت کے دن جب اعلان ہوگا **خُذُوْہُ** پکڑو اس نالائق کو! **فَغُلُّوْہُ** زنجیروں میں جکڑ دو، **ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْہُ** پھر اس کو جہنم میں داخل کردو۔[۱۹] کیا آواز ہوگی کیا قیامت کا دن ہوگا۔ آج نفس کے مزے کے لیے ہم لوگ سانڈ کی طرح ہر کھیت میں منہ ڈالنے کے لیے تیار ہیں اور اس کا کیا انجام ہے اس کی فکر نہیں۔

ہاں تو اللہ تعالیٰ کی سفارش ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ بیوی چاہے جوان ہو، چاہے بڈھی ہو، چاہے اس کے منہ میں دانت نہ ہوں بلکہ جب بڈھی ہوجائے تو اور زیادہ اس کا خیال رکھو، جب جوانی تھی تو خوب پیار کیا، اب جب دانت ٹوٹ گئے، گال پچک گئے تو اس کو حقیر سمجھ رہے ہیں۔ یہ بات ٹھیک نہیں۔ اس بڈھی کا بھی خیال کرو کیوں کہ تمہارے ہی ساتھ بڈھی ہوئی ہے، پہلے طبیعت سے پیار کرتے تھے، اب اللہ کا حکم سمجھ کر اس کے ساتھ شفقت کرو۔ اگر اس کے سر میں درد ہوجائے تو دوا لے آؤ، اس کے ساتھ رحمت سے پیش آؤ۔ مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پڑھاتے وقت ایک ہی قصہ ساری زندگی سناتے رہے اور کوئی قصہ ان کو یاد بھی نہیں تھا۔ جب طالب علم پڑھتے پڑھتے

---

۱۹ الحآقۃ: ۳۰-۳۱

www.khanqah.org

تھک جاتے تو فرماتے تھے اچھا! بھائی ایک قصہ سنو۔ اور طالب علم کون تھے حضرت شیخ الحدیث کے والد مولانا یحییٰ صاحب اور میرے شیخ کے استاد مولانا ماجد علی جونپوری اور بہت سے دوسرے طالبِ علم سب قصہ سن کر ہنس پڑتے تھے اور وہ قصہ کیا تھا۔ دہلی میں ایک بڈھا ایک بڈھی رہتے تھے، کوئی اولاد نہیں تھی، اسّی سال کا بڈھا، اسّی سال کی بڈھی ایک لحاف میں سوتے تھے، ایسی محبت تھی، بڈھا بغیر اجازت پیشاب بھی نہیں کرتا تھا، جب پیشاب لگتا تو کہتا تھا کہ اے شیخائن! میں موتوں گا، وہ بڈھی کہتی تھی ہاں ہاں مُوت لو۔ حضرت مولانا گنگوہی یہ کہہ کر خاموش ہوجاتے تھے، چہرے پر مسکراہٹ بھی نہیں آتی تھی اور طلباء ہنس پڑتے تھے۔

بعض لوگوں کو اس کا غم ہے کہ ہمارے ماں باپ سے غلطی ہوگئی، ہماری بیوی جیسی حسین ہونی چاہیے ویسی نہیں ہے، اماں نے غلط انتخاب کیا تھا، آنکھ میں موتیا بند تھا، گیارہ نمبر کا چشمہ لگا کر گئی تھیں انتخاب کرنے۔ اماں کو بھی کوس رہے ہیں کہ گیارہ نمبر کا چشمہ لگا کر دھوکا کھا گئیں۔ اس پر میں عرض کرتا ہوں کہ سب جوڑے مقدر ہیں، اللہ کے لکھے بغیر کچھ نہیں ہوتا، جس کی قسمت میں اللہ نے جو لکھ دیا اس پر راضی رہو، یہ بیویاں جنت میں حوروں سے زیادہ حسین کردی جائیں گی۔ علامہ آلوسی نے رُوح المعانی میں سورۂ رحمٰن کی تفسیر کے ذیل میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! جنت میں حوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان بیویاں؟ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ سوال کرکے قیامت تک عورتوں پر احسان کر گئیں۔ آج آپ اپنی بیویوں کو یہ حدیث ضرور سنا دینا جو اختر سے آپ سن رہے ہیں۔ یہ سوال کیوں کیا؟ ساری عورتوں کی طرف سے وکالت کا حق ادا کردیا کیوں کہ عورتیں دیکھتی ہیں کہ عام لوگ جب کوئی اچھی شکل سڑکوں پر دیکھ لیتے ہیں تو اس دن اپنی بیویوں کو ٹھیک سے نہیں دیکھتے، دیکھتے ہیں تو ذرا نظر نیچی کرکے، یہ بدنظری کے گناہ کا وبال ہوتا ہے، بریانی دیکھ کر دال دیکھی نہیں جاتی۔ دال پر یاد آیا کہ ایک شاعر جو گوشت کا عاشق تھا اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا ؎

پکاؤ گی جس دن تم ارہر کی دال
سمجھ لو اسی دن مرا انتقال

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُمِّ سلمہ! جنت میں مسلمان بیبیاں حوروں سے

www.khanqah.org

بھی زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ پوچھا وَبِمَ ذَاكَ ایسا کیوں ہو گا؟ آپ نے فرمایا کہ حوروں نے نمازیں نہیں پڑھی ہیں، روزے نہیں رکھے ہیں، شوہروں کی خدمت نہیں کی ہے، بچے جننے کی تکلیف نہیں اُٹھائی ہے اور مسلمان عورتوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں، حج کیا ہے، شوہروں کی خدمت کی ہے، بچے جننے کی تکلیف اُٹھائی ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

بِصَلَاتِهِنَّ وَصِيَامِهِنَّ وَعِبَادَتِهِنَّ اَلْبَسَ اللهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ [۲۰]

ان کی نمازوں، روزوں اور ان کی عبادت کی وجہ سے ان کے چہروں پر اللہ اپنا نور ڈال دے گا جو مستزاد ہو گا، اضافی ہو گا، حوروں کے اندر وہ نور نہیں ہو گا۔ اللہ جس پر اپنا نور ڈال دے اس کے حسن کا کیا عالم ہو گا۔

دنیا کی زندگی چند دن ہے، ریل کے پلیٹ فارم پر اچھی چائے نہیں ملتی تو آپ کیا کہتے ہیں ارے میاں! جیسی بھی ہے پی لو، گرم پانی ہی سہی، نزلہ زکام سے تو بچ جاؤ گے، گھر چل کر اچھی والی پئیں گے۔ دنیا ایک پلیٹ فارم ہے، یہاں بیوی جیسی ملی ہے اس کے ساتھ نباہ دو۔ جنت میں یہ حوروں سے زیادہ حسین بنادی جائیں گی، یہ نہیں کہ اگر بیوی کم حسین ہے تو ہر وقت اس کو طعنہ دے رہے ہیں، ستا رہے ہیں۔ سوچو! اگر تمہاری بیٹی کم حسین ہوتی تو تم کیا چاہتے؟ کیا یہ پسند کرتے کہ داماد اس کو ستائے۔ بولو دوستو! اپنے کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر کہو جو اختر کہہ رہا ہے، اگر آپ کی بیٹی کم حسین ہو یا غصہ والی ہو تو آپ کیا چاہیں گے کہ داماد اس کی پٹائی کرے، ڈنڈے مارے، گالیاں دے اور کہہ دے کہ تو کہاں سے میری قسمت میں لکھی ہوئی تھی، بھنگن، جمعدارن کہیں کی۔ میرے پاس ایک رئیس آئے۔ کہنے لگے کہ میری بیٹی کو آپ کوئی تعویذ دے دیں، اس میں بڑا غصہ ہے جس کے پاس بیاہ کے جائے گی اس سے نہ جانے کتنے ڈنڈے پائے گی، ابھی شادی نہیں ہوئی اور ابھی سے فکر ہے۔

دوستو! ہماری بیبیاں بھی کسی کی بیٹیاں ہیں، اپنی بیٹی کے لیے آپ تعویذ لیتے ہیں یا نہیں؟ دوستو اور بزرگو! بتائیے اگر آپ کی بیٹی کو داماد ستاوے، اس کی طرف نہ دیکھے یا جھڑک دے کسی بات پر، وہ بات کرنا چاہتی ہے یہ تسبیح لیے بیٹھے ہیں، دن بھر تو وہ بے چاری آپ کی

---

[۲۰] روح المعانی: ۱۲۶/۲۷، دار احیاء التراث، بیروت

منتظر تھی، آپ دکان میں گیس بھروا رہے تھے یا کوئی کپڑا بیچ رہا تھا، دن بھر کی ترسی ہوئی منتظر کہ اب میرا شوہر آئے گا تو اس سے دل بہلائیں گے اور آپ گھر آکر تسبیح لے کر بیٹھ گئے، بابا بایزید بسطامی اور بابا فرید الدین عطار بھی شرما جائیں ان کو دیکھ کر۔ اور سنیے! گھر میں کیسے داخل ہوتے ہیں، آنکھ بند کرکے تسبیح پڑھتے ہوئے، گویا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری تشریف لا رہے ہیں۔ آپ بتائیے! کیا بیویوں کا یہی حق ہے؟

مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لاتے تھے تو مسکراتے ہوئے آتے تھے آنکھ بند کرکے عرشِ اعظم پر نہیں رہتے تھے، زمین والوں کا حق بھی ادا کرتے تھے حالاں کہ آپ کو اُمت کا کتنا غم تھا، ہر وقت کفار سے مقابلہ، ایک جہاد ختم ہوا اور ابھی تلوار رکھنے نہیں پائے کہ دوسرے جہاد کا اعلان ہو گیا لیکن اس کے باوجود کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ گھر میں داخل ہوئے ہوں اور چہرۂ مبارک پر تبسم نہ ہو۔

اپنی بیویوں کے پاس مسکراتے ہوئے آنا، یہ سنت آج چھوٹی ہوئی ہے۔ جو بے دین ہیں وہ فرعون بن کر آتے ہیں، بڑی بڑی مونچھیں تان کرکے، آنکھیں لال کرکے تاکہ ذرا رعب رہے ایسا نہ ہو کہ مجھ کو کچھ کہہ دے، اس لیے اس پر رعب جمانے کے لیے نمرود اور فرعون بن کر آتے ہیں اور جو دیندار ہیں وہ بابا بایزید بسطامی اور خواجہ معین الدین اجمیری اور بابا فرید الدین عطار بن کر آتے ہیں، مراقبہ میں آنکھیں بند کیے ہوئے گویا عرش پر رہتے ہیں، زمین کی بات تو جانتے ہی نہیں، دونوں زندگیاں سنت کے خلاف ہیں، گھر میں اپنی بیویوں کے پاس جائیے تو مسکراتے ہوئے جائیے، اس سے باتیں کیجیے، تسبیحات سے زیادہ ثواب اس وقت یہ ہے کہ اس کا حق ادا کیجیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے اچھے اخلاق والا وہ ہے جس کے اخلاق بیوی کے ساتھ اچھے ہیں۔ ہم دوستوں میں خوب ہنسیں گے، خوب لطیفے سنائیں گے اور بیوی کے پاس جاکر سنجیدہ بزرگ بن جائیں گے، منہ سکوڑے ہوئے جیسے ہنسنا جانتے ہی نہیں اور وہ بے چاری تعجب میں ہے کہ یا اللہ! میں دن بھر منتظر تھی کہ رات میں آئے گا تو اپنے شوہر سے ہنسوں بولوں گی اور یہ پتھر کا بت بنا ہوا ہے۔

یہ مسکرانا ہنسنا بولنا عبادت میں داخل ہے، رات بھر نوافل میں جاگنا اور بیوی سے بات نہ کرنا یہ صحابہ کی سنت کے بھی خلاف ہے۔ ایک کم عمر صحابی کے پاس ایک بڑی عمر کے

صحابی گئے، انہوں نے عبادت شروع کر دی تو ان بزرگ صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پڑھی اِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے، میں تمہارا مہمان ہوں، مجھ سے باتیں کرو، اس کے بعد فرمایا کہ جاؤ! اب اپنی بیوی کا حق ادا کرو۔ اِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا[۲۱] اس سے بھی باتیں کرو۔ تو میرے دوستو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے کے لیے اس آیت میں سفارش نازل کی ہے۔ تو خدا کی سفارش کو رد کرنے والوں کے لیے حکیم الامت کے الفاظ ہیں، میں نہیں کہہ رہا ہوں، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی مجدد تھے اپنے زمانے کے، وہ فرماتے ہیں کہ جو اپنی بیویوں کو ستائے، ان سے اچھے اخلاق سے پیش نہ آئے اور اللہ تعالیٰ کی سفارش کو رد کر دے یہ بے غیرت مرد ہے، کیوں کہ وہ کمزور ہے، تمہارے قبضے میں ہے، اس کے باپ اور بھائی دور ہیں اور دو تین بچوں کے بعد تو اور بھی کمزور ہو جاتی ہے اور مرد صاحب انڈے کھا کھا کر مُسٹنڈے رہتے ہیں، پھر وہ اس کو ڈنڈے لگاتے ہیں، اپنی طاقت دکھاتے ہیں، کہتے ہیں کہ کیا کروں صاحب! میں تو غصہ میں پاگل ہو جاتا ہوں، کہتا ہوں کہ تولیہ صاف کرو تو نہیں کرتی، آج ہی کہا تھا کہ تولیہ دھو دینا لیکن نہیں دھویا۔ ارے بھائی! آپ نے بیوی کو خادمہ کیوں سمجھ رکھا ہے؟ اپنا تولیہ خود دھو لیجیے، بیوی اس لیے تھوڑی دی گئی ہے کہ آپ کے کپڑے ہی دھوتی رہے، خود دھو لیجیے، لیکن اس کو نہ ستائیے، غصہ میں پاگل نہ بن جائیے۔ میرے ایک دوست ہیں کراچی میں، وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم کو غصہ بہت ہے، ہم تو غصہ میں پاگل ہو جاتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے، غصہ کبھی پاگل نہیں ہوتا، غصہ بہت ہوشیار ہے، غصہ کمزوروں پر پاگل ہوتا ہے، سیر بھر طاقت والا آدھا طاقت والے پر غصہ اُتارتا ہے لیکن اسی وقت اگر سوا سیر والا تنگڑا آگیا محمد علی کلے کی طرح اور باکسنگ کا ایک مُکّا دکھایا تب اس وقت غصہ کیا کہتا ہے؟ معاف کر دینا، معاف کر دینا اور ہاتھ جوڑ کر بلّی بن گئے، اب یہ عقل کہاں سے آگئی؟ ابھی تو پاگل تھے، معلوم ہوا کہ غصہ میں کوئی پاگل نہیں ہوتا، یہ سب حماقت اور بے وقوفی کی بات ہے، پھر بھی میں علاج بتائے دیتا ہوں۔ جدّہ سے میرے

---

[۲۱] صحیح البخاری: ۲۶۵/۱ (۱۹۷۲)، باب حق الضیف فی الصوم، المکتبۃ المظھریۃ-
کنز العمال: ۳۲/۳ (۵۳۲۴)، باب فی تعدید الاخلاق المحمودۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

پاس کراچی ایک خط آیا کہ مجھ میں اور میرے بیوی بچوں میں غصہ بہت ہے، سارا خاندان ایک عذاب بنا ہوا ہے، میں نے ان کو لکھا کہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ سات مرتبہ پڑھ کر کھانے پر دَم کردیں، جب دستر خوان بچھے اور سب کھانے بیٹھیں اور دم کرتے وقت ذرا سی تھوک کی چھینٹیں بھی پڑ جائیں مگر ذرّہ کے برابر، یہ نہیں ایک تولہ گرادو، پھر کون کھائے گا۔ ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے خُرُوۡجُ الۡبُزَاقِ مِنَ الۡفَمِ دَم کرتے وقت تھوک کے ذرا سے ذرّات گر جائیں۔ انہوں نے اس پر عمل کیا، ایک مہینہ بعد خط لکھا کہ اللہ کے رحمٰن ورحیم نام کے صدقہ میں ہم سب میں شانِ رحمت آگئی، ہمارے غصے ختم ہوگئے، ہم معتدل المزاج ہوگئے۔ اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے۔

دوستو! مشورہ تو کرو۔ آج بزرگوں سے، اللہ والوں سے یا اللہ والوں کے غلاموں سے تعلق ہم نے چھوڑ دیا، خود ہی اپنا علاج کرتے ہیں پھر فائدہ کیسے ہو؟ کوئی مرض رُوحانی ایسا نہیں جو اچھا نہ ہو، آپ پوچھ کر دیکھیے عمل کرکے دیکھیے، چالیس سال کے گناہ کی عادت بھی کسی کو ہو مشورہ کریں، ان شاء اللہ تعالیٰ اگر اچھے نہ ہوں تو کہنا کہ اختر مسجد میں کیا کہہ رہا تھا۔ لیکن مریض خود بخود اچھا نہیں ہوتا، معالج سے مشورہ کرے، جو روحانی معالجین متبع سنت بزرگوں کے صحبت یافتہ واجازت یافتہ ہیں، ان سے مشورہ لیجیے، ان شاء اللہ تعالیٰ گناہ چھوٹ جائیں گے۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو لوگ اپنی بیویوں کو ستاتے ہیں اگر اس کے تگڑے تگڑے موٹے موٹے بھائی محمد علی کلے کی طرح آجائیں اور کہہ دیں کہ کیوں بھائی میری بہن کو کیوں ستا رہے ہو تب دیکھیں کیسے ستاتے ہو؟

دوستو! اللہ سے ڈرو۔ دیکھو! آسمان والا دیکھ رہا ہے کہ یہ میری بندی کو کس طرح رکھتا ہے۔ بیویوں کا دل اتنا حسّاس ہوتا ہے کہ ان کو ذرا سا جھڑک دو کہ ہم آج بہت تھکے ہوئے ہیں تم کو کیا! دن بھر پڑی رہتی ہو، وہ رات بھر روتی ہے، اس کو نیند نہیں آتی، آہ اس کی پہنچتی ہے آسمان پر، یا اللہ! میں اس کے پیار کی بھوکی تھی کہ مسکرائے گا، کچھ بولے گا، یہ تو تھکا ماندہ ایسا آتا ہے کہ بس سو جاتا ہے، شوہر صاحب سو گئے اور وہ رو رہی ہے، اس کے آنسوؤں کو اللہ دیکھتا ہے، ایسے ظالم شوہروں کو میں نے سخت عذاب میں مبتلا پایا ہے۔ ایک صاحب نے محض اس لیے کہ بیوی کالی کلوٹی تھی، صورت خراب تھی، محض نفس کی ہوس کی وجہ سے چھ بچوں

کی ماں ہو جانے کے باوجود اس کو طلاق دے دی۔ یہ کوئی سنا ہوا واقعہ نہیں ہے، میرا آنکھوں دیکھا حال ہے۔ کہا کہ میری ماں نے غلطی کر دی تھی، میرا اس سے گزارہ نہیں ہو گا، ہم اب بہت خوبصورت سے شادی کریں گے۔ اس عورت نے کہا کہ جب میں آپ کو پسند نہیں تھی تو یہ چھ بچے کہاں سے آگئے؟ شروع میں ہی مجھے طلاق دے دیتے تو میری شادی آسانی سے ہو جاتی، اب تم چھ بچے والی بنا کر مجھے طلاق دے رہے ہو۔ کہا کہ نہیں بس ہم مجبور ہیں، ہم سے اب برداشت نہیں ہوتا، اب میں کسی حسین عورت سے شادی کروں گا اور دے دی تین طلاق۔ جب وہ چھ بچوں کو لے کر نکلی ہے تو اس نے آسمان کی طرف ایک نظر ڈالی اور بزبانِ حال یہ شعر پڑھا؎

ہم بتاتے کسے اپنی مجبوریاں
رہ گئے جانبِ آسماں دیکھ کر

اس کے بعد دوسری شادی کی اور بہت خوبصورت سے شادی کی۔ چھ مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ فالج گر گیا، دس سال تک زندہ رہے، بستر پر پیشاب پاخانہ کرتے رہے اور وہ لڑکی بھی بھاگ گئی کہ ایسے سے میرا گزارہ کیسے ہو گا۔ دیکھیے! یہ انجام ہوتا ہے، کسی کی آہ مت خریدیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، بخاری کی حدیث ہے:

اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ[۲۲]

مظلوم کی آہ سے ڈرو کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔ اسی کو ایک اللہ والے شاعر نے کہا ہے؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامِ دُعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

مظلوموں کی آہ سے ڈرو کہ جب وہ اللہ کو پکارتے ہیں تو قبولیتِ حق ان کی دعا کا استقبال کرتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۲۲؎ صحیح البخاری: ۳۳۱/۱، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم، المکتبة القدیمیة

www.khanqah.org

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ[۲۳]

سب سے اچھے اخلاق اس کے ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ مہربانی کرتا ہے، ان کی خطاؤں کو معاف کرتا ہے۔

حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مزدور ایک مرغی خرید لایا، گھی اور مسالہ بھی لے آیا، بڑی محنت کرکے پسینہ کی کمائی سے لایا تھا، لیکن بیوی سے نمک تیز ہوگیا، اتنا تیز ہوگیا کہ اس سے کھایا نہیں گیا، پانی پی کر اُٹھ گیا مگر کچھ نہیں بولا، شریف آدمی تھا، اللہ والا تھا، اس نے سوچا کہ اگر میری بیٹی کے ہاتھ سے یہ نمک تیز ہوجاتا تو میں کبھی نہ چاہتا کہ داماد اس کو جوتا مارے، تو یہ میری بیوی بھی کسی کی بیٹی ہے، ہم اپنی بیٹیوں کے لیے تعویذ مانگتے ہیں کہ مولانا صاحب! ذرا ایسا تعویذ دے دو کہ میرا داماد میری بیٹی کو پیار سے رکھے، خطا ہوجائے تو اس کو معاف کردے، گالیاں نہ دے، جوتے نہ مارے، اس سے منہ نہ پھلائے رہے، ذرا ہنسے بولے، آرام سے رکھے۔ بتاؤ بھائی! ہم یہ تعویذ لیتے ہیں یا نہیں اپنی بیٹیوں کے لیے؟ اور ہماری آپ کی جو بیویاں ہیں یہ بھی کسی کی بیٹیاں ہیں یا نہیں یا یہ ایسے ہی آسمان سے گر آئی ہیں؟ یہاں بھی وہی سوچیے کہ ماں باپ کا دل کتنا غمگین ہوتا ہے جب وہ جاکر بیان کرتی ہیں کہ آپ کا داماد مجھے اچھی طرح نہیں رکھتا، تکلیف دیتا ہے۔

لہٰذا دوستو! اس نے معاف کردیا کہ یا اللہ! یہ آپ کی بندی ہے، چند دن کے لیے مجھے ملی ہوئی ہے، کچھ دن بعد نہ ہم ہوں گے نہ یہ ہوگی، سب قبروں میں لیٹے ہوں گے، یا اللہ! میں آپ کو خوش کرنے کے لیے آپ کی بندی سمجھ کر اس کی خطا کو معاف کرتا ہوں۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ میں بیان کرتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہوگیا تو ایک اللہ والے نے اس کو خواب میں دیکھا، پوچھا کہ اے بھائی! تیرے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ میرے بڑے بڑے گناہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک دن تُونے میری بندی کی خطا کو معاف کیا تھا، اس کے بدلہ میں آج میں تجھ کو معاف کرتا ہوں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھانجے حضرت مِسطح رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئے ان کی ایک غلطی پر، اور قسم کھالی تھی کہ میں ان کو خیر خیرات نہیں دوں گا اور

[۲۳] جامع الترمذی: ۲۲۸/۲، باب فضل ازواج النبی، ایچ ایم سعید

زندگی بھر نہیں بولوں گا، چوں کہ یہ بدری صحابی تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی سفارش فرمائی، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جس کو ایک دفعہ مقبول بناتا ہے پھر اس کو کبھی مردود نہیں کرتا، ہم لوگ تو دوست بنا کر پھر مردود کر دیتے ہیں کیوں کہ ہم کو علم نہیں ہوتا مستقبل میں کسی کی وفاداری کا۔ اللہ تعالیٰ اسی کو مقبول بناتے ہیں جو علمِ الٰہی میں ہمیشہ مقبول اور وفادار ہوتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو ماضی حال مستقبل سب کا علم ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے سفارش نازل فرمائی:

اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ [۲۴]

اے ابو بکر صدیق! کیا تم محبوب نہیں رکھتے کہ تم میرے اس بندے کو معاف کردو جو بدری صحابی ہے، جنگِ بدر لڑا تھا اور جس کو میں نے اپنا مقبول بنالیا، غلطی اس سے بے شک ہوگئی لیکن میں اس کو معاف کرتا ہوں، کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم بھی اس کو معاف کردو اور قیامت کے دن اللہ تم کو بخش دے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَاللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لِیْ [۲۵] خدا کی قسم! میں محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے قیامت کے دن بخش دے، میں مسطح رضی اللہ عنہ کو معاف کرتا ہوں اور پہلے سے زیادہ ان پر احسان کروں گا۔

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک جگہ بیٹھ کر وضو شروع کیا پھر وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ گئے، پھر وہاں سے ہٹ کر تیسری جگہ۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا کہ وہاں چیونٹیاں تھیں، وضو کے پانی سے وہ منتشر ہو جاتیں، ان کا خاندان اِدھر اُدھر ہو جاتا جس سے ان کو اذیت پہنچتی۔ یہ ہیں اللہ والے جو چیونٹیوں کو بھی اذیت نہیں دیتے۔

دوستو! اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اپنی اپنی بیویوں سے معافی مانگ لیجیے، ابھی سویرا ہے، قیامت کا دن بہت گاڑھا دن ہوگا، ان سے کہہ دیجیے کہ اگر مجھ سے کوئی اذیت پہنچ گئی ہو، غصہ میں کچھ کہہ دیا ہو تو اس کو معاف کردو۔ اور رہ گیا یہ کہ وہ ہمیں کیوں ستاتی ہیں تو سمجھ لیجیے کہ اگر عورتوں کا مجمع ہوتا تو ان کے سامنے میں آپ کی طرف داری کرتا، ان کو سمجھاتا کہ اپنے

---

۲۴ النور:۲۲

۲۵ صحیح البخاری:۲/۷۰۰(۴۷۶۸)، باب قولہ لولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا، ذکرہ بلفظ انا لنحب ان تغفرلنا، المکتبۃ المظہریۃ

شوہروں کی عزت کرو، ان کو ناراض مت کرو ورنہ تمہاری کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی لیکن اس وقت تو آپ ہمارے ہاتھ لگے ہوئے ہیں، اس لیے مقدمہ آپ کے خلاف دائر ہے تاکہ مردوں کی طرف سے ان کی جو حق تلفی ہو جاتی ہے اس کا تدارک ہو سکے۔ اور بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آنے اور ان کی ایذاؤں کو برداشت کرنے پر دو واقعات پیش کیے دیتا ہوں جن میں یہ نصیحت ہے کہ اگر بیوی ستاتی ہے، اس کے مزاج میں غصہ ہے، کڑوی کڑوی بات سنا دیتی ہے تو اس کو برداشت کر لیجیے آپ اللہ کے پیارے ہو جائیں گے۔ مثال کے طور پر آپ کی بیٹی کڑوی زبان والی ہے لیکن داماد آپ کو شریف مل گیا اور آپ کی بیٹی نے آکر کہا کہ میں کڑوی بات کہتی ہوں، ستا دیتی ہوں، غصہ بھی مجھ میں بہت ہے لیکن ابا آپ کا داماد تو فرشتہ ہے فرشتہ، مجھ سے کبھی کوئی بدلہ نہیں لیتا بلکہ مسکرا کر باہر چلا جاتا ہے، کچھ نہیں بولتا۔ دوستو! ہم لوگ سینے میں دل رکھتے ہیں، دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیے کہ ابا کا دل کیا کہے گا؟ کیا اس کا دل نہیں چاہے گا کہ کوئی بلڈنگ ہوتی تو داماد کو لکھ دیتا، کار ہوتی تو اس کو دے دیتا۔ اللہ تعالیٰ کی جو بندیاں کڑوے مزاج والی ہیں، غصہ والی ہیں، ان کی کڑوی باتوں کو جو برداشت کر رہے ہیں تو وہ ربّا بھی ایسے بندوں سے ایسا خوش ہو جاتا ہے کہ ان کو نسبت مع اللہ کا، تعلق مع اللہ کا نہایت اعلیٰ مقام عطا فرماتا ہے، اپنا بہت بڑا ولی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو بناتا ہے۔

اب دو واقعات سنا کر تقریر ختم کرتا ہوں۔ میرا ارادہ تو مختصر بیان کا تھا، لیکن آپ حضرات کی برکت سے مضامین آگئے اور یہ بھی سوچیے کہ کراچی سے یہاں کا فاصلہ کتنا ہے، یہاں بار بار آنا آسان نہیں، نہ آپ میری زبان بار بار پائیں گے نہ میں آپ کے کان پاؤں گا، زبان کراچی کی ہے، کان ساؤتھ افریقہ کے ہیں، لہٰذا ذرا دیر ہو گئی تو کیا تعجب ہے، میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے بزرگوں کے دو واقعات سنائے تھے، وہ سن لیجیے۔

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ اتنے نازک مزاج تھے کہ بادشاہ آیا اور پانی پی کر صراحی پر پیالہ ٹیڑھا رکھ دیا، حضرت نے صبر کر لیا لیکن سر میں درد ہو گیا، کچھ دیر بعد عرض کیا کہ حضور! میں چاہتا ہوں کہ خدمت کے لیے آپ کو کوئی نوکر دے دوں۔ اس کی تنخواہ ہم شاہی خزانہ سے دیں گے۔ فرمایا کہ بھائی! اب تک تو میں نے صبر کیا لیکن اب برداشت نہیں ہے، جب آپ کو صراحی پر پیالہ رکھنا نہیں آتا، پیالہ کو ٹیڑھا رکھ کر میرے سر میں درد کر دیا تو آپ کے نوکر کا کیا حال ہوگا، بس معاف کیجیے، آپ نوکر نہ دیجیے۔ اتنے نازک

www.khanqah.org

تھے، اگر نماز پڑھنے کے لیے دہلی جامع مسجد جاتے ہوئے راستے میں چارپائی ٹیڑھی پڑی ہوئی دیکھ لی تو سر میں درد۔ اوڑھنے کی رضائی میں اگر سلائی ٹیڑھی ہوگئی تو سر میں درد۔ ان کو الہام ہوا کہ اے مظہر جانِ جاناں! تُو بڑا نازک مزاج ہے، میری ایک بندی ہے، زبان کی بہت کڑوی ہے، اگر تُو اس سے شادی کرلے اور اس کے ساتھ نباہ کردے تو میں سارے عالم میں تیرا ڈنکا پٹوادوں گا، تجھ کو اتنی عزت دوں گا کہ ساری دنیا میں تیرا نام ہوجائے گا، تجھ سے دین کا زبردست کام لوں گا، فوراً جاکر شادی کرلی، اب صبح و شام صلوات سن رہے ہیں۔ صلوات یعنی ٹیڑھی ٹیڑھی کڑوی کڑوی باتیں لیکن کیا انعام ملا؟ ان کے خلیفہ شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ ہوئے مولانا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ شام میں اور ان ہی کے سلسلہ میں مفسرِ عظیم علامہ سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ داخل ہوئے اور ان ہی کے سلسلہ میں علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ بیعت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا ڈنکا پٹوادیا۔

ایک طالبِ علم نے کہا کہ آج میں نے آپ کے لیے کھانا مانگا تو آپ کو بہت بُرا بھلا کہہ رہی تھی، آپ نے کیوں ایسی عورت سے شادی کی؟ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے وقوف اس کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرنے سے اللہ نے مجھ کو اتنا تعلق، اتنا قرب عطا کیا ہے کہ آج سارے عالم میں میرا ڈنکا پٹ رہا ہے، مجھے اللہ نے ایسی عزت دی جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ مخلوق کی ایذا پر صبر سے اللہ تعالیٰ انعام بھی بہت بڑا دیتے ہیں۔

دوسرا واقعہ سنیے۔ ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یااللہ! مجھ کو کوئی کرامت دے دے، یہ تیری بندی بہت کڑوی کڑوی بات کرتی ہے، مجھ سے برداشت نہیں ہوتا، آپ کوئی کرامت دے دیں تاکہ میں اپنی بزرگی کا رعب اس پر جمادوں اور پھر یہ مجھ کو ولی اللہ سمجھ کر میری بددعا کے ڈر سے مجھے نہیں ستائے گی۔ آسمان سے آواز آئی کہ اپنی چارپائی پر بیٹھ جا، میں اس کو اُڑنے کا حکم دے دوں گا، چارپائی کے ساتھ اس کے اوپر سے اُڑ جا، پھر اس کو بتادے کہ دیکھ میں نے تجھ کو کیسی کرامت دکھائی، اب تو تُو مجھے بزرگ مان لے اور مجھے مت ستا۔ چارپائی پر بیٹھتے ہی وہ چارپائی اُڑنے لگی، وہ بزرگ صحن کے اوپر سے اُڑا اور بیوی کے اوپر آنگن پر خاص طور سے کئی دفعہ اُڑ کے دکھایا۔ پھر آکر پوچھا کہ تم نے آج کوئی بزرگ دیکھا؟ کہا کہ آج ایسے بزرگ

دیکھے جو آسمان پر اُڑ رہے تھے، میرے صحن پر سے کئی دفعہ گزرے، بزرگ تو ان کو کہتے ہیں، ایک تُو ہے کہ خواہ مخواہ بزرگ بنا ہوا ہے، ہر وقت زمین پر دھرا ہوا ہے، کبھی تو نے بھی اُڑ کر دکھایا۔ ان بزرگ نے کہا کہ خدا کی قسم! وہ میں ہی تھا، خدا نے آج مجھے کرامت دی۔ تو کہتی کیا ہے ارے توبہ توبہ! جب ہی تو میں کہوں کہ ٹیڑھا ٹیڑھا کیوں اُڑ رہا ہے۔ دیکھا آپ نے فی نکال دی، آنجکشن لگادیا، نو آنجکشن نہیں دیا ان کو، زبردست آنجکشن لگایا کہ **فِيْهِ نَظَرٌ** ارے! تم تھے جب ہی تو ٹیڑھے ٹیڑھے اُڑ رہے تھے۔ دیکھا! کرامت کو بھی اس نے گڑبڑ کردیا۔

ایک واقعہ اور یاد آگیا، وہ بھی سن لیجیے۔ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ تھے، صاحبِ کرامت تھے، ایک ہزار میل سے ایک شخص ان سے مرید ہونے آیا۔ شیخ جنگل میں لکڑیاں لینے گئے تھے۔ اس نے گھر کے باہر سے ان کی اہلیہ سے پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں؟ اندر سے آواز آئی کہ ارے! وہ شیخ کہاں ہیں میخ ہیں، وہ بالکل بزرگ نہیں ہیں، خواہ مخواہ تم لوگ چکر میں پھنسے ہوئے ہو، رات دن تو میں اس کے ساتھ رہتی ہوں، میں خوب جانتی ہوں، تم کیا جانو۔ اب وہ بے چارہ تو رونے لگا کہ یااللہ! میں ایک ہزار میل سے ان کو بزرگ سمجھ کر آیا ہوں اور یہ عورت کیا کہہ رہی ہے۔ محلہ والوں نے کہا کہ یہ عورت بہت بدتمیز ہے، یہ ان کا ظرف ہے جو اس کو برداشت کررہے ہیں، جاؤ! جنگل میں جاکر شیخ کو تلاش کرو۔ جنگل گئے تو دیکھا کہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر بیٹھے ہوئے آرہے ہیں اور لکڑیوں کا گٹھڑ بھی اس کی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں اور سانپ کا کوڑا ہاتھ میں ہے۔

اس شخص کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ شاید تم میرے گھر سے ہو کر آرہے ہو جو تمہارا چہرہ اُترا ہوا ہے، بیوی سے کچھ شکایت سنی ہوگی۔ اس کا خیال مت کرو، میں جو اس سے نباہ کررہا ہوں اور اس کی بدزبانی اور کڑوی باتوں کو برداشت کررہا ہوں، اسی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کرامت دی ہے کہ یہ شیر نر میرے قبضہ میں ہے اور میں اس سے بے گاری کا کام لے رہا ہوں، روزانہ اس پر لکڑی لاد کر لے جاتا ہوں اور یہ سانپ کا کوڑا اللہ نے مجھے دیا ہے، جب شیر نہیں چلتا تو سانپ کے کوڑے سے اس کو مارتا ہوں۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی میں اس قصے کو بیان فرمایا اور اس موقع پر ایک شعر لکھا ہے جس کو مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے اور مست ہو کر پڑھتے تھے ؎

www.khanqah.org

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن

اگر میرا صبر اس کڑوی زبان والی عورت کو برداشت نہ کرتا، اس عورت کی تلخ مزاجیوں کے بوجھ کو میرا صبر نہ اُٹھاتا۔

کَے کشیدے شیر نر بے گارِ من

تو بھلا یہ شیر نر میری بے گاری کرتا، میری مزدوری کرتا، یہ اللہ تعالیٰ نے اسی کے صدقہ میں دیا ہے۔

دوستو! میں یہی بات عرض کررہاہوں کہ بیویوں کے معاملے میں اچھے اخلاق سے پیش آیئے، ان کی کڑوی زبان کو برداشت کرلیجیے، نہ برداشت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے گھر سے باہر چلے جایئے۔ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر بیوی کڑوی بات کررہی ہو تو ایک گلاب جامن اس کے منہ میں ڈال دو تاکہ گالی بھی میٹھی میٹھی نکلے۔ عام لوگ ڈنڈے سے اس کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں حالاں کہ بیویاں ڈنڈوں سے ٹھیک نہیں ہوتی ہیں۔

دیکھیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ

عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے، کیوں کہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے، لہٰذا اس میں کچھ نہ کچھ ٹیڑھاپن تو رہے گا۔

اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا

اگر ان کو سیدھا کروگے تو توڑ دوگے، طلاق تک نوبت پہنچ جائے گی۔

وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ[۲۶]

اور اگر تم اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو تو فائدہ اُٹھالو اور اس میں ٹیڑھاپن رہے گا۔ جس طرح ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اُٹھارہے ہو یا نہیں؟ یا کبھی ڈاکٹر کے پاس گئے کہ میری پسلی کو سیدھا کردو۔ اسی طرح عورت کے ٹیڑھے پن کے ساتھ اس سے فائدہ اُٹھاسکتے ہو، اس سے راحت بھی مل

---

[۲۶] صحیح البخاری:۲/۷۷۹، باب المداراة مع النساء، المکتبة القدیمیة

www.khanqah.org

جائے گی، اولاد بھی اس سے ہو جائے گی، ہو سکتا ہے کہ کوئی ولی اللہ اس سے پیدا ہو جائے جو قیامت کے دن آپ کی مغفرت کا ذریعہ ہو۔

وَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡـًٔا وَّہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ[۲۷]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بعض چیز کو تم ناپسند کرتے ہو اور اس میں تمہارے لیے خیر ہوتی ہے۔ تم سمجھ رہے ہو کہ اس کی ناک چپٹی ہے، اس کا رنگ کالا ہے، مجھے حسین ملنی چاہیے تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کے پیٹ سے اللہ تعالیٰ کوئی ولی اللہ عالم حافظ پیدا کر دے جو قیامت کے دن آپ کے کام آئے۔ اس لیے صورت پہ مت جائیے۔ بعض وقت زمین کالی اور خراب ہوتی ہے مگر اس سے غلّہ بہت بہترین نکلتا ہے۔ کالی کلوٹیوں سے ولی اللہ پیدا ہو گئے اور گوری چٹیوں سے بعض وقت شیطان پیدا ہوئے۔ اس لیے بیویوں کو حقیر مت سمجھیے، رنگ و روغن مت دیکھیے، جیسی بھی ہیں ان سے نباہ کر لیجیے، اگر ان سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہو تو ان کے فطری ٹیڑھے پن کو برداشت کرنا پڑے گا۔ حدیثِ پاک کے الفاظ ہیں وَفِیۡہَا عِوَجٌ۔

بخاری کی اس حدیث کی شرح میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

فِیۡہِ تَعۡلِیۡمٌ لِّلۡاِحۡسَانِ اِلَی النِّسَاۗءِ اس حدیثِ پاک میں تعلیم ہے عورتوں کے ساتھ احسان کرنے کی وَالرِّفۡقِ بِہِنَّ اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کی وَالصَّبۡرِ عَلٰی عِوَجِ اَخۡلَاقِہِنَّ اور ان کے اخلاقی ٹیڑھے پن پر صبر کرنے کی لِاِحۡتِمَالِ ضُعۡفِ عُقُوۡلِہِنَّ[۲۸] کیوں کہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے۔ جن کی عقل کم ہوتی ہے وہ جلدی لڑ جاتی ہیں۔ مردوں اور بچوں میں بھی دیکھیے جس کی عقل کم ہو گی وہ زیادہ لڑتا ہے۔ یہ بھی عقل کی کم ہیں اس لیے ان کی تو تو میں میں کو برداشت کیجیے۔ دیکھیے! کتنی زبردست تعلیم اس حدیث میں دی گئی ہے کہ عورتوں کو سیدھا کرنے کی کوشش مت کرو، ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرو۔

اور اب یہ آخری حدیث سنا کر مضمون کو ختم کرتا ہوں جس کو بہت لوگ شاید آج پہلی بار سنیں گے، تفسیر روح المعانی میں موجود ہے، اگر روح المعانی ہو تو جس وقت علما چاہیں ان کو دکھا سکتا ہوں، کوئی بات میری ان شاء اللہ تعالیٰ بغیر دلیل نہیں ہو گی۔

۲۷؎ البقرۃ:۲۱۶

۲۸؎ ارشاد الساری للقسطلانی:۸/۸۷، باب الوصایا بالنساء، المطبعۃ الکبرٰی، مصر

www.khanqah.org

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں **يَغْلِبْنَ كَرِيْمًا** عورتوں کا مزاج ایسا ہے کہ جو شوہر کریم ہوتے ہیں، شریف ہوتے ہیں، جو انتقام نہیں لیتے، ڈنڈے نہیں مارتے بلکہ ڈنڈے کے بجائے انڈے ہی کھلاتے ہیں، ایسے کریم النفس شوہروں پر یہ غالب آجاتی ہیں، جانتی ہیں کہ بدلہ نہیں لے گا، گالی نہیں دے گا، اس لیے اس سے تیز زبان سے بولتی ہیں کہ ہم نے تو تم سے کہا تھا کہ ایسا کپڑا لانا، تم کیسا لے آئے، میں نے چپل کے لیے کہا تھا تم لیتھڑے اُٹھالائے اور میں نے اچھے کپڑے کو کہا تھا تم چیتھڑے لے آئے اور میں نے کہا تھا کہ چائے کی اچھی اچھی پیالیاں لانا تم ٹھیکرے لے آئے۔ چیتھڑے، لیتھڑے اور ٹھیکرے پر لڑ رہی ہے اور وہ بے چارہ مسکرا کر کچھ نہیں بولتا۔ **يَغْلِبْنَ كَرِيْمًا** یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظِ نبوت ہیں کہ نیک، لائق اور کریم شوہر پر عورتیں غالب آجاتی ہیں۔ **وَيَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ** اور کمینے لوگ ان پر غالب آجاتے ہیں جوتے لگا کر، ڈنڈے مار کر۔ بے چاری کمزور ہوتی ہیں، ان کا باپ بھائی کوئی وہاں ہوتا نہیں، ایک لات دو گھونسے مار دیے، آہ بھر کر بے چاری خاموش ہوگئی اور مارے ڈر کے پھر کبھی ناز بھی نہ دکھایا حالاں کہ یہ ان کا شرعی حق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تو ناراض ہوتی ہے تو مجھے پتا چل جاتا ہے۔ مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے رسول پاک (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کو کیسے پتا چل جاتا ہے کہ میں آج کل آپ سے روٹھی ہوئی ہوں۔ فرمایا کہ جب تو مجھ سے ناراض رہتی ہے تو کہتی ہے **وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ** ابراہیم کے ربّ کی قسم! میرا نام نہیں لیتی اور جب مجھ سے خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے **وَرَبِّ مُحَمَّدٍ**[۲۹] محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کی قسم! تو ہنس پڑیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔

معلوم ہوا کہ عورتوں کو تھوڑا سا رُوٹھنے کا بھی حق حاصل ہے، اگر وہ منہ پُھلالیں تو گھونسہ مار کر مت پچکایئے، گلاب جامن منہ میں ڈال کر ٹھیک کیجیے، اگر ناراض ہے اس کو خوش کیجیے، پوچھئے کہ کیا تکلیف ہے؟ آپ کے حق میں مجھ سے کیا کوتاہی ہوگئی، گلاب جامن چھپا کر لے جایئے، چپکے سے اس کے منہ میں ڈال دیجیے، بیویوں کے منہ میں لقمہ ڈالنا سنت ہے یا نہیں؟ کبھی تو اس پر بھی عمل کرلیجیے، لیکن لقمہ سے مراد یہ نہیں کہ چٹنی ڈال دو کہ مرچوں

[۲۹] صحیح البخاری: ۲/۸۷، باب المداراة مع النساء، المکتبة القدیمیة

www.khanqah.org

سے اس کو پیچش شروع ہو جائے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا

یہ کون فرمارہے ہیں! سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمارہے ہیں کہ میں اِس کو محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں، چاہے بیویاں مجھ سے بلند آواز سے بات کریں لیکن میں اپنی اخلاقی بلندیوں کے منائر کو گرنے نہ دوں، اپنی اخلاقی بلندیوں کو قائم رکھوں، ان پر کریم رہوں، ان کی باتوں کو برداشت کرلوں، اللہ کی بندیاں سمجھ کر ان کو معاف کردوں۔

وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا[۳۰]

اور میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میں کمینہ اور بداخلاق ہو کر ان پر غالب آجاؤں اور میری اخلاقی بلندیوں میں نقصان آجائے۔

ایک مرتبہ ہماری مائیں ذرا کچھ زور سے بول رہی تھیں، کچھ نان ونفقہ کے بارے میں گفتگو فرمارہی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے، سب خاموش ہوگئیں کیوں کہ آواز سن لی تھی کہ آج ذرا تیز آواز سے باتیں ہورہی ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیو! میری ماؤں! تم نبی سے تیز آواز سے بولتی ہو اور عمر سے ڈر گئیں۔ تو کیا فرمایا ہماری ماؤں نے؟ ہماری ماؤں نے فرمایا کہ اے عمر! تم سخت دل ہو اور ہمارا پالا رحمۃ للعالمین سے ہے، ہمارا نبی رحمت سے پالا ہے، تمہارے مزاج میں شدت ہے، ہمارا نبی شدید نہیں ہے، وہ رحمۃ للعالمین ہے، ناز اُٹھانے والا ہے جب ہی تو ہم ان پر ناز کرتے ہیں۔[۳۱] سبحان اللہ! کیا بات فرمائی۔

بے چاری عورتیں کیا ناز کریں گی ایسے شوہروں پر کہ جن کو ذرا سی کوئی بات کہی اور ایک لگا دیا، اور عجیب بات ہے کہ دن بھر پٹائی کی اور رات کو گود میں لے کر بوسہ لے رہے ہیں، بتائیے کہ یہ انسان ہے یا جانور ہے کہ صبح تو ڈنڈے لگا رہا ہے اور رات کو محبت کا اعلیٰ مقام پیش کر رہا ہے، دن کو بھیڑیا اور رات کو مجنوں بن گئے۔

---

۳۰ روح المعانی: ۵/۱۴، دار احیاء التراث، بیروت

۳۱ صحیح البخاری: ۱/۵۲۰، باب مناقب عمر، المکتبۃ القدیمیۃ

دوستو! اگر کوئی ایسے حالات ہوں جیسے نماز نہیں پڑھتی ہے تو علماء سے پوچھئے کہ کیا کروں؟ فضائل نماز اس کے سرہانے رکھ دیجیے یا روزانہ پڑھ کر سنایئے لیکن مار پیٹ کا طریقہ اچھا نہیں، جہاں تک ہو سکے برداشت کیجیے لیکن اگر کوئی ایسی سختی کی ضرورت پیش آجائے تو میں منع نہیں کرتا، کچھ اجازت بھی ہے لیکن دین کے معاملے میں۔ جیسے وہ سینما دیکھنے کے لیے کہے اس وقت آپ سختی کریں، ٹی وی اور وی سی آر لانے کی فرمائش کرے تو آپ دین کے معاملے میں نرم نہ پڑیں، کہہ دیں کہ ہرگز وی سی آر نہیں آئے گا، ہرگز گناہ کا کام ہمارے گھر میں نہیں ہوگا۔ اگر وہ بچوں کے لیے پلاسٹک کی بلی لے آئے تو بے شک تصویر کو گھر میں نہ رہنے دیجیے لیکن ذرا حکیمانہ انداز سے کام لیجیے اور وہ حکیمانہ انداز یہ ہے اور میں نے دوستوں کو مشورہ دیا ہے کہ اگر وہ دو رین (رین جنوبی افریقہ کے سکّہ کا نام ہے۔ جامع) کی پلاسٹک کی بلی لائی ہے تو آپ پانچ رین کا ہوائی جہاز لے آیئے، اس سے زیادہ اچھی اور قیمتی چیز جو شرعاً جائز ہو پہلے بچوں کے لیے لے آیئے مثلاً ہوائی جہاز ہے، ریل ہے، گیند ہے لاکر بچوں کو دیجیے ورنہ اگر کچھ نہ دیا اور پلاسٹک کی بلی کے گلے پر آپ نے چھری پھیر دی تو بچے روئیں گے اور بیوی آپ سے لڑے گی کہ کل تک تو تم داڑھی منڈاتے تھے، پتلون پہنتے تھے، ایک چلّہ تبلیغ میں لگا کر بڑے مولانا بن گئے، بڑے ظالم ہو، بچوں کا دل دُکھا دیا، وہ رو رہے ہیں، ان کا دل بہل جاتا تھا، وہ بھی تمہیں گوارا نہ ہوا۔ اس لیے کسی اچھی اور جائز اور اس سے بہتر چیز یا کھلونے سے پہلے بچوں کو بہلا دیجیے، اس کے لیے مال خرچ کیجیے، کنجوسی نہ کیجیے، پھر پلاسٹک کی بلی کو چپکے سے غائب کر دیجیے اور توڑ کر پھینک دیجیے کیوں کہ زندہ چیزوں کی تصویر رکھنے سے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، چاہے جانور کی تصویر ہو یا آدمی کی ہو، چاہے ولی اللہ کی ہو، کسی کی تصویر رکھنا جائز نہیں، سخت گناہ ہے۔

تو دوستو! یہ چند باتیں میں نے عرض کر دیں۔ آج آپ لوگ اپنی بیویوں کو ایک خوشخبری تو یہ سنا دیں کہ جنت میں تمہارا حسن حوروں سے زیادہ کر دیا جائے گا تاکہ ان عورتوں کو جو یہ احساسِ کمتری ہے کہ ہماری شکل بگڑ گئی ہے، خوشی سے بدل جائے، اور عجیب بات یہ ہے کہ بڈھے کے بال تو سفید ہوتے ہیں لیکن اندر نفس کی داڑھی کے بال کالے رہتے ہیں، بڈھا بھی نہیں چاہتا کہ کسی بڑھیا سے شادی کروں، چاہتا ہے کہ کسی کم عمر سے ایک شادی اور کر لوں، خود ستّر سال کا ہے لیکن چاہے گا کہ شادی چالیس سال والی سے کروں، کبھی نہیں کہے گا کہ ستّر سال کی بڑھیا سے میری شادی کر دو۔ لہٰذا بھائیو! بیوی بڈھی ہو یا جیسی بھی ہو جس جس نے اپنی بیویوں

کو رُلایا ہو، ان کی آہ نکالی ہو، ان کے آنسو بہائے ہوں، آج جا کر ان سے معافی مانگ لے، ان سے کہیے کہ ان شاء اللہ اب میں تمہیں خالی بیوی سمجھ کر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھ کر تمہارے ساتھ نہایت اچھے اخلاق سے پیش آؤں گا، جیسا کہ میں اپنی بیٹی کے لیے چاہتا ہوں کہ میرا داماد اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، اس کی خطاؤں کو معاف کرے، آج سے میں تمہاری خطاؤں کو بھی پیشگی معاف کرتا ہوں اور تمہیں کبھی نہیں رُلاؤں گا، کبھی ناراض نہیں کروں گا۔ اس طرح سے اس کو خوش کر دیجیے اور صرف زبانی جمع خرچ ہی نہیں، سو رین یا کم و بیش اس کو بھی ہدیہ دے دیں۔ صرف زبانی معافی کہ معافی چاہتا ہوں، معافی چاہتا ہوں اور رین ایک بھی نہیں نکالا جاتا، یہ علامت بھی کنجوسی کی ہے۔ جیسا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک آدمی کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور وہ رو رہا تھا کہ ہائے! میرا کتا مر رہا ہے، دس سال کا پالا ہوا۔ ایک شخص نے کہا کہ تمہارے سر پر جو ٹوکرا ہے اس میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ روٹیاں ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ پھر یہ روٹی کیوں نہیں دے دیتے ہو اور رو رہے ہو کہ کتا بھوک سے مر رہا ہے۔ کہا کہ دیکھیے صاحب! یہ آنسو تو مفت کے ہیں اور روٹیوں میں تو میرے رین لگے ہیں رین یعنی روٹیوں میں پیسے لگے ہیں، آنسو مفت کے ہیں۔ تو ایسا نہ کیجیے، ان کو کچھ ہدیہ پیش کیجیے۔

حکیم الامت نے کمالاتِ اشرفیہ میں ایک حق بیویوں کا یہ بھی لکھا ہے کہ ہر ماہ ان کو کچھ جیب خرچ دے دو اور پھر اس کا حساب نہ لو کہ تم نے کہاں خرچ کیا؟ اللہ نے جس کو جتنا دیا ہے، اسی اعتبار سے کچھ ماہانہ مقرر کر دیں، اگر دس ہزار رین کی آمدنی ہے تو ایک رین مت پکڑائیے، اوس مت چٹائیے، پچاس رین دے دیجیے، سو رین دے دیجیے بلکہ زیادہ دیجیے اور دے کر بھول جائیے اور اس سے کہہ دیجیے کہ تم کو اختیار ہے جہاں چاہو خرچ کرو، اس کا میں کوئی حساب نہیں لوں گا، یہ ماہانہ جیب خرچ اس کا حق ہے کیوں کہ وہ مجبور ہے کما نہیں سکتی، اس کا جی چاہتا ہے کہ میرا بھائی آیا ہے، غریب ہے اس کو ہدیہ دے دوں، اگر اس کے پاس کچھ نہ ہوگا تو کہاں سے دے گی، اس لیے اس کے جذبات و خواہشات کی رعایت ہے، ساری زندگی آپ کے ساتھ پابند ہے، رفیقۂ حیات ہے، آپ کے دروازے سے باہر نہیں جا سکتی، ساری زندگی تمہارا ساتھ دے رہی ہے، اس لیے ہر طرح سے اس کی راحت و آرام کی رعایت ضروری ہے۔ ایک بات اور عرض کر دوں کہ ایک صاحب تھے جو دوسری عورتوں پر نظر مارتے تھے اور کم حسن کی وجہ سے اپنی بیوی کو حقیر سمجھتے تھے، ان کو ہیضہ ہو گیا، چشم دید واقعہ

بتا رہا ہوں، دست پر دست اور قے پر قے آنے لگی، ان کی عورت نے ان کا پیشاب پاخانہ دھویا، اتنی خدمت کی، اتنی خدمت کی کہ جب وہ شخص اچھا ہو گیا تو پھر رویا کہ اے میری بیوی! تُو نے میرا پاخانہ دھویا، جن عورتوں کو ہم دیکھتے تھے آج وہ کوئی عورت کام نہیں آئی، کام تو تُو ہی آئی۔ ارے میاں! جب چارپائی پر بڈھا پڑا ہوتا ہے کہ کوئی بیماری آجاتی ہے تو وہی بڈھی کام آتی ہے، اس لیے ان کو حقیر نہ سمجھیے۔ اگر آج سب حضرات نے اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے رہنے کا ارادہ کرلیا، اللہ پر نظر کرتے ہوئے کہ میرے اللہ کی بندی ہے تو اختر کا آنا وصول ہو گیا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ان معروضات کو قبول فرمالے۔ اگر ایک وعظ بھی میرا قبول ہو جائے تو کراچی سے یہاں تک آنے کی ساری تکلیف وصول ہو جائے۔

آج آپ وعدہ کرلیں کہ گھر جا کر اپنی اپنی بیویوں سے میری جو بات یاد رہے نقل کر دیں۔ الٰہ آباد میں جو ہندوستان کا ایک شہر ہے وہاں ایک بہت بڑے عالم نے جو مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کے عزیز بھی ہیں اور ایک بڑے ادارے کے مہتمم ہیں، انہوں نے اپنے یہاں بیان کرایا تھا، رات کو ان کی بیوی نے بھی میرا بیان سنا تو اپنے شوہر صاحب سے کہا کہ اتنے بڑے عالم ہو کر آپ نے کبھی ہمیں یہ نہ سنایا کہ ہماری شکلیں جنت میں حوروں سے زیادہ اچھی ہو جائیں گی، لہٰذا یہ مولانا جو آیا ہے جس نے اتنی بڑی بشارت سنائی ہے، میں اس کو بہت تگڑا ناشتہ کرانا چاہتی ہوں یعنی انڈے پراٹھے وغیرہ۔ تو دوستو! آج اپنی بیویوں کو یہی بات سناؤ۔ آپ لوگوں کو کل تگڑا ناشتہ ملے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بس دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے اور جو کچھ عرض کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اللہ والی زندگی عطا فرمائے۔ اے اللہ! نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی فرماں برداری کی زندگی، اطاعت کی زندگی، اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجیے، ہمارے گناہوں کو معاف کر دیجیے، ہم نے آپ کی مخلوق میں کسی پر بھی ظلم کیا ہو، ایک چیونٹی بھی ہم سے کچل گئی ہو، ہماری نالائقی اور غفلت سے یا بیویوں کو ہم نے ستایا ہو یا خاندان والوں کو یا ماں باپ کو ناراض کیا ہو تو ہم کو تلافی کی توفیق عطا فرما، ان سے معافی مانگنے کے لیے رجوع ہونے کی توفیق عطا فرما، اپنی مخلوق کے معاملے میں ہمارے کفیل ہو جائیے، قیامت کے دن ان سے معافی دلانے کے لیے کفالت قبول فرمائیے، اور جو زندہ ہیں ان کے حقوق ادا کرنے کی اور ان سے معافی مانگنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ ہم سب کو اپنے حقوق میں بھی

www.khanqah.org

معاف کر دیجیے اور اپنی مخلوق کے حقوق میں بھی معاف کر دیجیے۔ اللہ ہم سب کو صاحبِ نسبت بنا دیجیے، جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں اے اللہ! کسی کو محروم نہ فرمائیے، اختر مسافر ہے، آپ مسافر کی دعا کو قبول فرماتے ہیں، ہم سب کو صاحبِ نسبت کر دیجیے، کسی کو محروم نہ فرمائیے۔ سب کو اللہ والا بنا دیجیے۔ جو لوگ یہاں نہیں ہیں ان کو بھی اپنا بنا لیجیے۔ اے اللہ! ہم سب کے خاندان والوں کو، ہماری بیویوں کو بچوں کو اولاد کو بھی نیک بنا دیجیے، اللہ والا بنا دیجیے، بچیوں کو اللہ والی بنا دیجیے، ہماری دنیا بھی بنا دیجیے، آخرت بھی بنا دیجیے۔ اللہ اس وعظ کو قبول فرما لیجیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَنْتَ اللهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَّا تَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ يَّكُوْنُ اَسْعِدْنَا فِي الدَّارَيْنِ وَكُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ هَمِّ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ يَا رَبِّ عَلٰى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَللّٰهُمَّ يَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا اَللّٰهُمَّ يَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا اَللّٰهُمَّ يَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا يَا مُعِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِنَّا يَا مُحِبَّ التَّوَّابِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

www.khanqah.org

گھریلو جھگڑوں سے بچنے کی تدبیر

فرمایا کہ خانگی مفسدات (گھریلو جھگڑوں) سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند خاندان ایک گھر میں اکٹھے نہ رہا کریں کیوں کہ چند عورتوں کا ایک مکان میں رہنا ہی زیادہ فساد کا سبب ہے۔

(ارشادات حضرت تھانوی، ص: ۱۲)

میاں بیوی کے حقوق

میاں اور بیوی میں تعلقات کشیدہ ہونے کی اصل بنیاد عام طور پر ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنا ہے، اسی سے جھگڑے ہوتے ہیں، اشتعال پیدا ہوتا ہے، اس لیے دونوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق پہچانیں اور پھر ان تمام حقوق کو ادا کرنے کی از سر نو پوری پوری کوشش کریں، جہاں کہیں کوتاہی ہو رہی ہو کھلے دل سے اس کا اعتراف کریں اور جلد ہی اس کا تدارک کر لیں اگر ایسا کرنے لگیں تو شاید ہی کوئی رنجش ہو۔ یہاں مختصراً دونوں کے چند شرعی حقوق ذکر کیے جاتے ہیں۔

خاوند پر بیوی کے یہ حقوق ہیں

۱۔ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا۔

۲۔ اعتدال کے ساتھ اس کی ایذا پر صبر کرنا یعنی اگر بیوی سے کوئی خلافِ طبع اور ناگوار بات صادر ہو تو اس پر صبر کرنا، برداشت کر لینا اور نرمی سے اس کو سمجھا دینا تاکہ آئندہ وہ خیال رکھے، معمولی معمولی بات پر غصہ کرنے سے پرہیز کرنا۔

۳۔ غیرت میں اعتدال رکھنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ تو خواہ مخواہ بیوی سے بدگمانی کرے اور نہ بالکل اس کی طرف سے غافل ہو جائے۔

۴۔ خرچ میں اعتدال رکھنا، یعنی حد سے زیادہ تنگی نہ کرے اور نہ فضول خرچی کی اجازت دے، میانہ روی اختیار کرے۔

www.khanqah.org

۵۔ حیض و نفاس کے احکام سیکھ کر بیوی کو سکھلانا، نماز پڑھنے اور دین پر چلنے کی تاکید رکھنا، بدعات و رسُومات سے منع کرنا۔

۶۔ اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان میں حقوق برابر رکھنا۔

۷۔ بقدرِ ضرورت اس سے جماع (ہمبستری) کرنا۔

۸۔ بقدرِ ضرورت رہنے کے لیے مکان دینا۔

۹۔ کبھی کبھی بیوی کے محارم اور قریبی عزیزوں سے اس کو ملنے دینا۔

۱۰۔ اس کے ساتھ ہمبستری کی باتیں دوسروں پر ظاہر نہ کرنا۔

۱۱۔ ضرورت کے وقت بیوی کو مارنے اور تنبیہ کرنے کی جو حد شریعت نے بتلائی ہے اس سے زیادہ مارپیٹ نہ کرنا۔

بیوی پر شوہر کے یہ حقوق ہیں

۱۔ ہر جائز کام میں خاوند کی اطاعت کرنا، البتہ خلافِ شرع اور گناہ کے کام میں معذرت کر دے۔

۲۔ خاوند کی حیثیت سے زیادہ نان و نفقہ کا مطالبہ نہ کرنا۔

۳۔ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دینا۔

۴۔ شوہر کی بلا اجازت اس کے گھر سے نہ نکلنا۔

۵۔ شوہر کی بلا اجازت اس کے مال میں سے کسی کو نہ دینا۔

۶۔ اس کی بلا اجازت نفل نماز نہ پڑھنا اور نفل روزہ نہ رکھنا۔

۷۔ خاوند صحبت کے لیے بلائے تو شرعی ممانعت اور رکاوٹ کے بغیر انکار نہ کرنا۔

۸۔ خاوند کو اس کی تنگدستی یا بد صورتی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا۔

۹۔ اگر خاوند میں کوئی بات خلافِ شرع اور گناہ کی دیکھے تو ادب کے ساتھ منع کرنا۔

۱۰۔ اس کا نام لے کر نہ پکارنا۔

۱۱۔ کسی کے سامنے اس کی شکایت نہ کرنا۔

www.khanqah.org

۱۲۔اس کے سامنے زبان درازی اور بد زبانی نہ کرنا۔

۱۳۔اس کے والدین کو اپنا مخدُوم سمجھ کر ان کا ادب و احترام کرنا، ان کے ساتھ لڑ جھگڑ کر یا کسی اور طریقے سے ایذا نہ پہنچانا۔

(دین کی باتیں و حقوق الاسلام)

صالح بیوی

قرآنِ کریم کی رُو سے نیک بیوی وہ ہے جو مرد کی حاکمیت کو تسلیم کرکے اس کی اطاعت کرے، اس کے تمام حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے پیٹھ پیچھے اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے، اپنی عصمت اور مال کی حفاظت جو اُمور خانہ داری میں سب سے اہم ہیں ان کے بجالانے میں خاوند کے سامنے اور پیچھے کا حال بالکل برابر رکھے، یہ نہیں کہ خاوند کے سامنے تو اس کا اہتمام کرے اور اس کی عدم موجودگی میں لاپروائی برتے۔ ایک حدیث میں اس کی مزید تشریح ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بہترین عورت وہ ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو خوش ہو اور جب اس کو کوئی حکم دو تو اطاعت کرے اور جب تم غائب ہو تو اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے۔"

(معارف القرآن)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جو عورت اپنے شوہر کی تابع دار اور فرماں بردار ہو اس کے لیے ہوا میں پرندے، دریا میں مچھلیاں، آسمانوں میں فرشتے اور جنگلوں میں درندے استغفار کرتے ہیں۔"

(بحر محیط)

❁❁❁❁

www.khanqah.org

ہمارے معاشرہ میں بیویوں کے حقوق میں کوتاہی نہایت حساس معاملہ ہے۔ شوہر حضرات کی اکثریت دینی احکامات سے ناواقفیت کی بناء پر بیویوں کی حق تلفی میں ظلم وستم پر اتر آتی ہے۔ موجودہ دور کی حقوقِ نسواں کی تحریکوں کو خواتین کے ان حقوق کی وسعتوں کی ہوا بھی نہیں لگی جو اسلام نے چودہ سو سال پہلے بیان کئے ہیں۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''حقوق النساء'' میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کی روشنی میں عورتوں کے حقوق کو جس دل پذیر اور اثر انگیز انداز میں بیان کیا ہے وہ مردوں کی آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے۔ اس وعظ کے مطالعہ سے ہزاروں افراد اپنی بیویوں پر ظلم وستم اور ان کی حق تلفی سے تائب ہو چکے ہیں۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری

AW-008